THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday the July 25, 2025
(352nd Session)
Volume XVII, No.05
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XVII	SP.XVII (05)/2025
No.05	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 1
3. Oath-taking of newly elected Member 4
4. Leave of Absence 27
    - Senator Palwasha Mohammad Zai Khan 29
5. Point of Order raised by Senator Saleem Mandviwalla regarding Stay Orders by High Court against the Proceeding of Senate Committees 30
    - Mr. Tariq Fazal Chaudhry, Minister for Parliamentary Affairs 33
    - Senator Zamir Hussain Ghumro 33
    - Senator Dilawar Khan 34
    - Senator Saifullah Abro 34
6. Points of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding (i) Interference by courts in Senate Committee proceedings (ii) Abduction of a lawyer in Quetta. 35
7. Laying of the 1st Biannual Report on Monitoring of the implementation of 7th NFC Award for the period from July to December, 2022 38
8. Laying of the Annual Report 2024-2025 of the National Commission on the Rights of Child 38
9. Calling attention notice raised by Senator Zeeshan Khan Zada regarding the retention of regulatory duties on the import of over 300 tariff line under the five-year Tariff Policy Reform (TPR) plan 41
10. Motion under 263 moved for dispensation of rules 43
11. Resolution moved by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan condemning the recent decision of the Israeli Parliament over so-called Israeli sovereignty over the West Bank 44
12. Oath-taking by the Member elect 46
13. Calling Attention Notice raised by Senator Sarmad Ali regarding proposed closure and merger of several prominent literary, academic and cultural institutions 47
    - Dr. Tariq Fazal Chaudhry ,Minister for Parliamentary Affairs 48
    - Senator Irfan ul Haque Siddiqui 50
14. Further Discussion on the motion of thanks to the President for his address to both the Houses assembled together on 10th March, 2025 51
    - Senator Syed Waqar Mehdi 51
    - Senator Saif ullah Abro 53
    - Senator Syed Masroor Ahsan 55
15. Point of order raised by Senator Muhammad Aslam Abro regarding non cooperation of Police on the murder case of his brother and nephew 56
    - Dr. Tariq Fazal Chaudhry, Minister for Parliamentary Affairs 57
    - Senator Zamir Hussain Ghumro 58
16. Point of Public Importance raised by Senator Danesh Kumar, regarding load shedding in Balochistan 59

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the July 25, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر سے کام لیا ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔ جو شخص اچھا کام کرے گا مرد ہو یا عورت ہو اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اُس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام) کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) اُن کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔ اور جب تم قران پڑھنے لگو تو شیطان مردُود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

سورۃ النحل (آیات ۹۶ تا ۹۸)

Questions and Answers

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We start with Question Hour. Question No.27. Senator Shahadat Awan Sahib.

(جاری۔۔۔۔T02)

T02-25July2025 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 10:50AM

Mr. Presiding Officer (Continued...)بسم اللہ الرحمٰن الرحیم so we start with Question hour.Q.No.27, Senator Shahadat Awan *sahib.*

(Q.No.27)

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! اس میں جو بات میں نے پوچھی تھی کہ سب سے پہلے میں دوستوں کو بتاؤں گا کہ میں پوچھا کیا ہے۔ میں نے rollout کے متعلق بات کی ہے کہ جب بھی کہیں cellular mobile operator کو license دیا جاتا ہے کسی zone کے لیے کہ وہاں پر service provide کریں اُس کا commencement شروع کرنے سے پہلے PTA ایک certificate دیتی ہے کہ وہاں پر rollout مکمل ہے تاکہ لوگوں کو proper service مہیا کی جاسکے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ بہت سے علاقے ایسے ہیں جیسے ہم دامنِ کوہ جاتے ہیں تو وہاں پر ہماری service کمزور ہو جاتی ہے۔ کلر کہار کی side پر جائیں، خوشاب سے وادی سون سکیسر جائیں یا گورکھ ہل سے دادو سے آگے آپ چلیں تو مختلف علاقوں میں جاتے جاتے service کمزور پڑ جاتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو cellular companies ہیں ان کا کام ہے کہ جس zone میں operate کرتی ہیں وہاں پر کھمبے لگانے کے لیے ٹھیکہ دیں بچت نہ کریں۔ وہاں پر fiber بچھائیں towers لگائیں تاکہ proper طریقے سے consumers مستفید ہو سکیں۔ جنابِ والا! لیکن وہ کرتے نہیں ہیں اور اس کی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے میں نے یہ question یہاں پر آپ کے سامنے رکھا ہے۔

جنابِ والا! دوسرا اس کے علاوہ اب میرا جناب وزیر موصوف سے یہ ہے کہ 2015 میں ایک Telecom Policy آئی تھی۔ 2015 میں دوبارہ واضح کر رہا ہوں کہ جس کے تحت Ministry کو تمام stakeholder۔ جناب چیئرمین صاحب stakeholders کون سے تھے اس میں صوبے تھے، CCI تھی باقی وزارتیں تھیں۔ ان کو ایک framework بنانا تھا تاکہ Right of Way کو deal کریں اور PTA کو اس Right of Way کو enforce کرنا تھا۔

جنابِ والا! جس طریقے سے railway تمام کے تمام علاقوں سے گزرتی ہے تو اُس کو Right of Way ہے۔ این ایچ اے مختلف سڑکیں مختلف علاقوں سے گزارتی ہے تو Right of Way ہے۔ اسی طریقے سے ان کو rollout کے لیے Right of Way چاہیے تھا عموماً یہ ہوتا ہے زمین لوگوں کی ہے، revenue کی ہے، اُس میں ہمیشہ پھڈے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ 2015 سے دس سال گزر چکے ہیں۔ وہ جو پالیسی۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر شہادت اعوان: صاحب briefly اگر question کر دیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: سوال یہ ہے کہ 2015 کی policy کیوں implement نہیں ہوئی؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ پہلا تو یہ جواب دے دیں۔ دوسرا اس کے بعد یہ بتا دیں کہ پاکستان کے کون کون سے علاقے ہیں جہاں پر rollout کا مسئلہ ہے کہ وہ obligation مکمل نہیں ہو سکی؟ تیسری میری گزارش یہ ہو گی کہ خالی جواب دے دینے سے بات نہیں چلے گی۔ یہ ایک issue ہے کہ ایوان میں بیٹھے ہوتے ہوئے تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ ملک اور قوم کا issue ہے۔ اس کے لیے اگر آپ چیئرمین صاحب اس کو Committee کو بھیجیں وہاں پر thoroughly ہر ایک area-wise thrash out ہو جائے گا تو یہ ملک اور قوم کے لیے بہتری ہو جائے گی، نہ PTA پر اعتراض آئے گا، نہ کسی دوسرے پر اعتراض آئے گا تاکہ Right of Way بھی اس میں آ جائے گا، rollout بھی مکمل ہو جائے۔

جناب طارق فضل چوہدری: (وزیر برائے پارلیمانی امور) بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ معزز سینیٹر صاحب کی طرف سے جو سوال پوچھا گیا اس کا بڑا تفصیلی جواب دیا گیا ہے اور جس موضوع کی طرف انہوں نے اشارہ کیا یقیناً ہماری cellular companies ہیں اگر پاکستان کے کسی کونے میں service کے حوالے سے کوئی شکایات یا وہاں پر کوئی problems آتی ہیں تو پوری کوشش کی جاتی ہے جو بھی شکایات PTA کے پاس آتی ہیں۔ ان companies کو لکھا بھی جاتا۔ اس کے علاوہ ان کو licence دیتے ہوئے جو criteria بنایا گیا ہے اُس میں پوری کوشش کی جاتی ہے کہ جو بھی company license کے لیے apply کرے اس کو ہم یقینی بنائیں کہ وہ criteria کو fulfil کرے۔ اس کی ساری details وہ پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان میں کتنی BTS sites لگائی گئی ہیں۔ اُن کی تمام تفصیلات دی گئی ہیں۔

سینیٹر صاحب نے 2015 کی Telecom Policy کے حوالے سے بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایک fresh question بنتا ہے۔ لیکن اُن کی اس رائے سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر اس کو ہم Committee میں بھیج دیں، یہ ایک technical matter ہے،اس میں ہماراsystemمزید ایوان کی اور کمیٹی کی رائے سے بہتر ہو سکتا ہے تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ it can be referred to the Committee.بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Yes, it should be sent to the Committee concerned. No need of supplementary, if it goes to Committee, so the matter is referred to the concerned Committee.

ہماری ایک نئی ممبر تشریف لائی ہوئی ہیں Ms Rubina Naz *sahiba*اب ہم oath لیتے ہیں۔

<u>Oath-taking of newly elected Member</u>

Mr. Presiding Officer: Ms. Rubina Naz, member elect from the province of Khyber Pakhtunkhwa shall make oath before the Senate. A copy of the oath form has been placed on her table. I request the Honourable Member to stand by her seat and take oath.

(At this stage, the newly elected Senator Rubina Naz took oath and signed Roll of Members)

Mr. Presiding Officer: So, we come back to Question hours. Senator Abdul Shakoor Khan sahib. Is he present? He is not here. Answer is taken as read. Q.No.64, Senator Syed Masroor Ahsan *sahib*.

(Q.No.64)

سینیٹر سید مسرور احسن: : کیا وزیر برائے مکانات و تعمیرات بیان فرمائیں گے: (الف) آیا یہ درست ہے کہ ذیلی سیکٹر G-14/1 کے ترقیاتی فنڈ کے لیے ٹینڈر جاری کیا جا چکا ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے؟ اور (ب) کیا مذکورہ ذیلی سیکٹر کے ترقیاتی کام کا ٹھیکہ اسی ٹینڈر کے تحت دیا جا چکا ہے؟ اگر ہاں، تو اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسرور صاحب یہ تو وہ question ہے جو آپ نے کیا تھا اور اس کا جواب تحریری طور پر آپ کے پاس آ گیا ہے۔ اب وہی question دوبارہ آپ نے repeat کیا ہے۔ Is there any supplementary question?

سینیٹر سید مسرور احسن: جی، ہاں۔ میرا جنابِ چیئرمین، اس میں سوال یہ ہے کہ یہ سیکٹر 2004 میں allot ہوا تھا اور اس کے allottees کو 21 سال ہو گئے ہیں تو میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-25July2025 Tariq/Ed: Mubashir 11:00 am

سینیٹر سید مسرور احسن۔۔۔جاری۔۔۔ اس کے allotees کو 21 سال ہو گئے ہیں تو میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے نومبر 2024 میں technical evaluation کی، پھر انہوں نے دسمبر 2024 میں financial bids کھولے اور اس کے بعد انہوں نے دوبارہ tender cancel کر دیا۔ وزیر صاحب بتائیں کہ تقریباً سات ماہ گزر گئے ہیں، انہوں نے دوبارہ tender دیا ہے، اگر نہیں دیا تو کیوں نہیں دیا اور کب ترقیاتی کام شروع ہو گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ (وفاقی وزیر مکانات و تعمیرات): شکریہ، جناب چیئرمین! انہوں نے خود ہی جواب دے دیا ہے لیکن دوبارہ tender کی میں نے ہدایت کر دی ہے اور توقع ہے کہ contract نومبر 2025 تک site پر متحرک ہو جائے گا، کام شروع ہو جائے گا اور دستیاب زمین پر ترقیاتی کام ایک سال کے اندر مکمل کر لیا جائے گا۔

Mr. Presiding Officer: Masroor *Sahib,* are you satisfied? OK, thank you. Next question No.65 is in the name of Senator Syed Masroor Ahsan *Sahib.*

مسرور صاحب آپ کا دوسرا سوال ہے۔

Q.No.65.

سینیٹر سید مسرور احسن: کیا وزیر برائے مکانات و تعمیرات بیان فرمائیں گے، آیا یہ درست ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے سال ۲۰۲۲ میں ذیلی سیکٹر G-14/1 کے الاٹیوں کو آٹھ ماہ کے اندر پلاٹوں کا قبضہ دینے کا حکم دیا تھا، اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ Federal Government Employees Housing Foundation (FGEHF) نے تاحال مذکورہ ذیلی سیکٹر میں الاٹیوں کو پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا، اس کی کیا وجوہات ہیں اور انہیں کب پلاٹوں کا قبضہ دیا جائے گا؟

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ۲۰۲۲ میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے FGEHF کو حکم دیا تھا کہ چھ سے آٹھ ماہ کے اندر G-14/1 کے الاٹیوں کو ان کے پلاٹوں کا قبضہ دے دیں لیکن تین سال گزر گئے ہیں اور ایک بندے کو بھی اس کا قبضہ نہیں دیا گیا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں۔

اسی کے ساتھ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1718 کنال زمین میں سے تقریباً ایک ہزار کنال زمین ابھی بھی ناجائز قابضین کے پاس ہے، یہ ابھی تک زمین خالی نہیں کرواسکے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ناجائز قابضین سے کب تک زمین خالی کروائیں گے اور اس سیکٹر کو کب تک develop کریں گے، ان کے مالکان کو پلاٹ کا کب تک قبضہ دیں گے؟ میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں کہ آج میں نے اخبار میں بھی پڑھا ہے کہ اب تو پلاٹوں کے سارے کام NAB کرے گی، یہ سارا سسٹم معلوم نہیں صحیح ہے یا غلط ہے لیکن ۲۰ سے ۲۵ سال ہو گئے ہیں کسی کو پلاٹوں کا قبضہ نہیں ملتا ہے اور صرف باتیں ہوتی ہیں۔ پچھلے لوگوں کو پلاٹ نہیں دیے جاتے اور نئے نئے منصوبے بنا کر اعلان کر دیے جاتے ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی معزز وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! ہمارا سسٹم ایسا ہے کہ Public Accounts Committee میں جو قبروں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں ان سے حساب لیا جاتا ہے تو یہ بھی کتنے سالوں سے ہو رہا ہے۔ میں تو ایک سال سے یہاں ہوں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ سے تو وہ ۲۱ سالوں کا حساب مانگ رہے ہیں۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جی جناب ۲۱ سالوں کا حساب میں نے دے دیا ہے کہ کتنے سال یہ سپریم کورٹ میں رہا ہے، کتنے سال NAB کے پاس رہا ہے، پھر کس طرح سے یہ ہمارے پاس آیا اور کس کس طرح سے یہ سب ہوا۔ انہوں نے جو ہائی کورٹ کا ذکر کیا ہے اس میں جج صاحب نے میرے محکمے کو appreciate کیا ہے کہ G-14/2 اور G-14/3 میں جو قبضے تھے، میں پڑھ دیتا ہوں:

As per the stance of the Director (Land), FGEHA, they have almost taken over the entire area, except for a few built-up properties that are under litigation. They are ready to deliver possession letters for 660 plots to the allottees in Sector G-14/2 and G-14/3, Islamabad, and 300 houses of different categories are currently under construction.

In this backdrop of the case, the applicant is directed to approach the office of FGEHA to obtain the possession letter, subject to completion of codal formalities….

یہ جسٹس محسن اختر کیانی صاحب کا فیصلہ ہے۔ ہمارے پاس ابھی یہ فیصلہ آیا ہے اور انہوں نے ہمیں appreciate کیا ہے اور ہم اس پر جلد عمل درآمد کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں آپ کو اور کتنا time چاہیے ہوگا یہ میرا ضمنی سوال ہے۔

Mian Riaz Hussain Pirzada: Development work will completed within one year sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: .Great سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب، آپ کا ضمنی سوال ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ ایک تو اس میں delay ہے لیکن جب یہ لوگ planning کرتے ہیں تو کیا یہ دیکھتے ہیں کہ اس جگہ پر جو پرانے برساتی نالے آ رہے ہیں ان کے بارے میں کوئی planning کی جائے۔ ابھی recently ہم نے پچھلے ہفتے میں دو واقعات دیکھے ہیں، ایک ہم نے DHA-5 میں دیکھا ہے اور دوسرا ہم نے سید پور گاؤں میں دیکھا ہے۔ آپ لوگوں نے نالے سے نالی بنا دی ہے، پانی اپنی force سے آئے گا تو وہ سب کچھ بہا کر لے جائے گا۔ دوسرا DHA-5 میں آپ لوگوں نے نالے یا drainage کے لیے جو بندوبست کیا ہے اس کی railing وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے اگر وہ ہوتی تو وہ لوگ بچ سکتے تھے،

how can we allow all of them…

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب آپ سوال کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: سوال یہی ہے کہ کیا حکومت ان چیزوں کو check کرتی ہے یا نہیں کرتی۔ اگر نہیں کرتی تو کیوں نہیں کرتی ہے۔ دوسرا شاید یہ اس سے related نہ ہو، کیا DHA-5 میں اور سید پور گاؤں میں جو ہوا ہے کیا یہ لوگ اسے دیکھیں گے کہ اس میں کیوں negligence ہوئی ہے کہ اس نالے کے ارد گرد انہوں نے railing وغیرہ نہیں بنائی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، جی معزز وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! یہ related question ہے، ہم سیاست دان عوام کے نمائندے ہیں، یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے، جاپان میں 70% پیسا planning پر خرچ ہوتا ہے اور 30% نیچے جاتا ہے، ہمارے ہاں planning ہے ہی نہیں۔ سینیٹر صاحب نے صحیح فرمایا ہے۔ میرا EFRO کا منصوبہ جس میں کئی ہزار فلیٹس بھی بنے ہوئے ہیں اور اس علاقے میں زیر زمین پانی نہیں ہے اور وہاں پر اربوں روپوں کا کام ہو چکا ہے اور وہاں پر ایک پورے سیکٹر کا پانی ان فلیٹس کو چاہیے۔ میں نے اپنے محکمے سے کہا ہے کہ کیوں نہ ان کے خلاف case کیا جائے جو اس وقت planning کرنے والے لوگ تھے تو کہیں planning نہیں ہے جناب۔

جیسا کہ سینیٹر صاحب کا سوال ہے کہ delays بھی اسی لیے ہیں کہ ایک ٹھیکہ ہوتا ہے، اس میں منسٹر صاحب کا حصہ نہیں ہوتا، منسٹر صاحب پھر اسے آگے کر دیتے ہیں، پھر کہیں کسی اور سیاسی سرکاری بندے کا حصہ نہیں ہوتا تو یہ delays بھی وہی ہیں اور planning بھی اسی حساب سے ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جب ان لوگوں کے خلاف آپ action لینے کے لیے جاتے ہیں تو ان سب کے clean records ہیں۔ کسی کو کوئی show cause نہیں ہوتا، یہ show cause issue ہونا چاہیے تھا کہ جب پانی نہیں ہے تو منصوبہ کیوں شروع کیا۔ جو لوگ اپنے low lying areas پر قبضے کرتے ہیں، اس وقت تو محکمہ پیسے لے کر دے دیتا ہے۔ پٹواری پیسے لے کر کچی آبادی پر encroachments کرواتا ہے اور پھر پولیس کو order ملتا ہے کہ جاؤ ان کے بچے مار دو۔ یہ ساری خرابیاں ہیں، ان خرابیوں کو ہم سیاست دان چاہے MNAs ہوں یا سینیٹرز ہوں جو عوام کی نمائندگی کرتے ہیں، ہم تو اندر سے چاہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہو لیکن آج تک ٹھیک کیوں نہیں ہو سکا، اس کا جواب میں نہیں دے سکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آئندہ کا کوئی امکان ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: میرے ہوتے ہوئے میں اپنے محکمے میں تو شاید ٹھیک کر لوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ آپ کا ضمنی سوال تھا۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال ہے، جیسا کہ ابھی بات ہو رہی ہے، سینیٹر ہمایوں صاحب نے بھی فرمایا، میں یہاں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ planning ہو رہی ہوتی ہے اور برساتی نالے جن سے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں ان پر بھی توجہ دینی چاہیے مگر ہوتا یہ ہے اور صفا گولڈ مال ایک زندہ مثال ہے جہاں پر ایک بہت بڑا برساتی نالہ تھا، اسے انہوں نے بھر کر اپنی parking بنالی۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ، اگر آپ particular and specific question کریں گی۔۔۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب میں یہ کہہ رہی تھی Street N0.54, French Colony جو کچی بستی ہے اور یہ ان دس کچی بستیوں میں شامل ہے جو legalized ہیں، وہاں پر جو bridge ہے اسے نہیں دیکھا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ہر سال وہاں کے رہنے والے لوگ بہتے

ہیں اور ان پر آفات آتی ہیں۔ براہ مہربانی اسے بھی آپ consider کریں اور جتنی بھی کچی بستیاں ہیں جہاں سے نالے وغیرہ جا رہے ہیں وہاں پر جو bridges بنے ہوئے ہیں وہ اتنے پائیدار نہیں ہیں، جس کی وجہ سے وہاں کے رہائشیوں کو جانی اور مالی خطرہ ہوتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Minister *Sahib*, I don't think there is any specific question.

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! ویسے بھی یہ مسئلہ CDA کا ہے، میرا نہیں ہے۔ آگے جاری۔۔۔(T-04)

T04-25July2025 Mariam Arshad/Ed:Waqas 11:10 a.m.

Mr. Presiding Officer (Continued…): Minister for Housing and Works, I don't think there is any specific question.

جناب ریاض حسین پیرزادہ: یہ basically CDA کا matter ہے، میرا نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر دنیش کمار۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ پیرزادہ صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں بہت ہی اچھے جوابات دیتے ہیں۔ میں Chair سے مخاطب ہوں یہ ایک practice رہی ہے کہ ہر الزام پچھلی حکومت پر ڈالا جاتا ہے۔ میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ اگر کسی department کا Secretary ہر سال change ہوتا ہے تو کیا وہ Secretary بھی کہے گا کہ یہ پچھلے Secretary نے گند کیا تھا اور اس گند کو جاری رکھنا چاہیے۔ کیا آپ بھی پچھلی حکومت کے گند کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ جو private mafia ہے buildings بناتے ہیں، property والے وہ وقت پر قبضہ نہیں دیتے۔ وہ کیوں نہیں دیتے کیونکہ حکومت کا بھی یہ حشر ہے کوئی بھی scheme start کرتے ہیں اس کا قبضہ وقت پر نہیں دیتے پھر ہم private اداروں کو کیوں ملامت کریں۔ پہلے تو حکومت اپنا قبلہ درست کرے کہ جو عوام کے ساتھ معاہدہ کیا جاتا ہے ان پر ان کو قبضہ دینا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میری ایک گزارش سن لیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ آپ جب tender کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ موجودہ tender, PPRA rule 33 (1) کے تحت cancel کیا گیا۔ مجھے بتائیں کہ کیا یہ rule ہے اور اس کو کیوں cancel کیا گیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ٹھیک ہو گیا۔ منسٹر صاحب۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: یہ کاغذی کارروائیاں ہیں اس کے لیے proper میں تو وکیل آدمی ہوں۔ ہمیں تو کہا جاتا ہے کہ کبھی بھی زبانی جواب نہ دیں تو شہادت اعوان صاحب بیٹھے ہیں۔ مجھے قانونی کاغذ نکال کر پھر quote کرنا پڑے گا کہ اس کا exactly مطلب کیا ہے۔ کیونکہ حافظ تو میں ہوں نہیں اگر یہ کہیں تو میں ان کو یہ rule پڑھا دوں گا۔ باقی ان کا social media کا سوال ہے وہ یہ جانے، حکومت البتہ responsible ہے، چاہے پچھلی حکومت ہو یا یہ حکومت ہو۔ جب حکومت کام کرتی ہے تو جو بھی منسٹر ہے اس کی responsibility ہے، Secretary کی responsibility ہے لیکن چونکہ corruption ہے۔ Corruption کی responsibility ان اداروں پر ہے جن کے پاس ہمارے cases پڑے ہوئے ہیں اور وہ بند پڑے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کی مصلحتوں کی تحت بند پڑے ہوئے ہیں اس میں منسٹر کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ یہ سارے cases جن جن کے قصور ہیں NAB کے پاس پڑے ہیں، FIA کے پاس ہیں۔ ان کو نکالیں اور چلوائیں ان کو۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Question No.66 is in the name of Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur, she is not present. Then Question No.67 is in the name of Senator Anusha Rehman Ahmad Khan. Senator Anusha please.

Q.No.67.

Mr. Presiding Officer: Answer taken as read. Any supplementary?

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جی جی۔ بات یہ ہے کہ جو سوال میں نے کیا تھا۔ Basically I wanted to ask the Cabinet Division کہ جو warrants of precedence ہیں جو کہ ہمارے سینیٹرز کے privilege کا تعین کرتے ہیں۔ وہ warrants of precedence کی جو latest version ہے وہ کیا ہے لیکن انہوں نے میرے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں تو سب کر لیں لیکن انہوں نے مجھے warrants of precedence کی copy نہیں دی۔ میں نے پھر Senate library میں warrants

of precedence موجود ہیں ان کو میں نے آپ کی اور تمام سینیٹرز کی سہولت کے لیے منگوایا ہے۔ مجھے اس لیے یقین نہیں تھا کہ یہ warrants of precedence درست ہیں کیونکہ اس میں کچھ عہدے ایسے ہیں جو exist ہی نہیں کرتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر! اگر آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کو تھوڑا سا بتاؤں کہ warrants of precedence میں Parliamentarians کا نمبر 16 بنتا ہے اور اگر میں warrants of precedence میں 16 number کے اوپر تمام عہدوں کو count کروں تو ساٹھ عہدے ایسے ہیں جو کہ Parliamentarians سے اوپر privilege حاصل کرتے ہیں اور Parliamentarians کے تمام privileges کا تعین اس وقت آج کی وفاقی حکومت میں نہیں، جب سے یہ warrants of precedence بنے ہیں تب سے ان warrants of precedence کے حساب سے ہوتا ہے۔

So, warrants of precedence starts from President of Pakistan.

Mr. Presiding Officer: Please don’t read it.

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: اچھا ٹھیک ہے میں نہیں read کرتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا جو سوال ہے وہ بتائیں۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: میری گزارش یہ ہے کہ نہ تو Vice President of Pakistan کا عہدہ اس وقت ملک میں موجود ہے، نہ کوئی senior Minister کا عہدہ ملک میں موجود ہے، نہ ہی یہ warrants of precedence Parliamentarians کے اوپر جن لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں ان میں Chairman Planning Commission, Governor State Bank, Rector of International Islamic University, Chairman Consultation Committee.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ! میری گزارش سنیں گی؟

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جی جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ issue مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ اس کو پہلے بھی House میں لے کر آئی تھیں۔ اس کو دوبارہ repeat نہ کریں، Is there any specific question?

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: My specific question is that Parliamentarians are the drafters of the Constitution yet the Chairman Election Commission, Wafaqi Mohtasib.

Mr. Presiding Officer: This is not a question.

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: All the executives are above in privilege of the Parliamentarians. These Parliamentarians who drafted the Constitution and we say that the constitution of Pakistan and this organisation which of course is the Parliament is a supreme organisation. How is it that 59 people who are executives in this country are above the Parliamentarians. And this is a breach of my privilege because when I write the constitution, when I determine the fate of the people of Pakistan. How is it that I am given an explanation that you can't be on a better privilege because you are 400 in number. My question is, on which day,

کس دن Cabinet division نے چار سو Parliamentarians کو invite کیا ہے؟ کس دن Cabinet نے کون سے function پر سارے منسٹرز کو invite کیا ہے؟ وہاں پر selection ہوتی ہے چند منسٹرز کو invite کیا جاتا ہے۔ 23rd March, 06th September, کون سی تاریخ ہے۔

Mr. Presiding Officer: I don't think you have any question.

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جس دن مجھے invitation آیا ہو۔

Mr. Presiding Officer: You don't have any question.

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: My question is…

Mr. Presiding Officer: You are making statement, making speech and not putting any question.

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: I am putting a question that when is the Cabinet Division,

جو کمیٹی انہوں نے بتائی ہے کہ انہوں نے 2008 میں بنائی تھی review کرنے کے لیے وہ اپنا review مکمل کرنے کے لیے bothered ہو گی۔ آج اس ملک میں Field Marshal کا عہدہ ہے لیکن وہ اس warrants of precedence میں reflective نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: What is the question?

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: When are the amendments going to take place and who is the person who is going to determine that I will come on 60th number in this document?

یہ کس کے پاس اختیار ہے؟ یہ اختیار میرے پاس ہونا چاہیے یا کسی اور کے پاس؟ یہ میرا سوال ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Who will respond? Yes, Mr. Tariq Fazal Chadhury.

جناب طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ سینیٹر صاحبہ نے warrants of precedence کی جو بات کی ہے۔ ان کے اپنے جذبات اور خیالات ہیں میں ان کی قدر کرتا ہوں لیکن یقیناً یہ معاملہ آج کا نہیں ہے۔ یہ دسمبر ۲۰۰۸ میں جو list یہ پڑھ رہی تھیں میرے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مہیا نہیں کی گئ تو اگر آپ کے پاس ہے تو آپ نے لے لی ہے ورنہ میرے پاس ہے میں سینیٹر صاحبہ کو میں بھی پیش کر دوں گا۔ اس کی دوبارہ تشکیل نو کے لیے ۲۰۲۰ میں پہلے یہ وزرات داخلہ نے notify کی ہے اور ۲۰۲۰ میں یہ کمیٹی بنی ہے۔ اب اس پر دوبارہ غور کر رہی ہے جس میں ہمارے Secretary Cabinet Division ہیں، وزرات دفاع کے سیکرٹری ہیں، Establishment کے اور تقریباً چار اور Secretaries ہیں، Chief Secretaries ہیں سارے صوبوں کے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ کمیٹی کب بنی ہے؟

جناب طارق فضل چوہدری: یہ ۲۰۲۰ میں۔

Mr. Presiding Officer: In 2020, five years ago.

جناب طارق فضل چوہدری: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! جی۔ اس کی کچھ meetings ہوئی ہیں لیکن یہ سفارشات نئی مرتب ہو رہی ہیں۔ اسے review کیا جا رہا ہے اور اس میں ان شاء اللہ آج جو اس ایوان میں گفتگو ہوئی ہے وہ بھی میں جو متعلقہ کمیٹی ہے اور ادارے ہیں ان تک ضرور یہ جذبات پہنچاؤں گا اور پھر دیکھتے ہیں کہ اس کو review کرتے ہوئے اس کو کیسے بہتر کر سکتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں منسٹر صاحب آپ کی جو explanation ہے i don't think it is satisfactory. ایک تو یہ کہ ۲۰۲۰ میں ایک کمیٹی بنی تھی اس سب کو revise کرنے کے لیے۔ Would you please tell کہ اس کی کتنی meetings ہوئی ہیں؟ پانچ سال گزر گئے ہیں۔ نمبر ایک۔ (جاری---T05)

T05-25Jul2025 FAZAL/ED: Shakeel 11:20 am

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری ہے---) پانچ سال گزر گئے ہیں۔ نمبر ایک۔

نمبر دو اس کمیٹی کے اندر کوئی parliamentarians کی نمائندگی ہے یا نہیں ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو ابھی سال، سوا سال ہوا ہے۔ یہ کمیٹی 2020 میں بنی ہے اس لیے میں یہ تو سارا نہیں بتا سکتا کہ اس سے پہلے کتنی meetings اس کی ہو چکی ہیں لیکن اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں اس کی مزید تفصیلات لے کر پیش کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میری طرف سے آپ کو بالکل اجازت ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: لیکن اس کمیٹی میں کسی parliamentarian کی نمائندگی نہیں ہے۔ اس میں چھ سیکریٹریز ہیں اور چار اس میں چاروں صوبوں کے چیف سیکریٹریز ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ اس کی تشکیل ہے۔ باقی اس کی جو مزید تفصیلات ہیں وہ لے کر میں ان شاء اللہ ایوان میں پیش کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! اس کرسی پر بیٹھے ہوئے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ کوئی تسلی بخش جواب بھی نہیں ہے اور آئندہ کا بھی کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ The question and the issue raised by Anusha is very important. اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

I think, you would not mind it if we refer this issue to the Committee to go into it and thoroughly discuss it.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! مجھے بالکل کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو refer کرنا چاہتے ہیں جو اس کی concerned Committee ہے تو بالکل کریں۔ اس پر تفصیل سے بات ہو جائے گی ان شاء اللہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، ٹھیک ہے۔

So, the matter is referred to the concerned Committee. Question No. 68 is again Anusha in your name.

(Q. No. 68)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary question? Yes, please.

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ یہاں پر Ministry of Poverty Alleviation and Social Safety جو جواب داخل کیا ہے۔ یہ BISP کے تحت ایک بے نظیر نشونما پروگرام ہے جو 2020-2021 میں شروع ہوا۔ اس

میں اربوں کے حساب سے increase 2023 to 2025 دیکھا گیا ہے۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے دو تین سالوں میں اگر میں add کروں تو یہ

2023: USD 39 million

2024: USD 72 million

2025: USD 31 million

اور یہ جب شروع ہوا تو یہ صرف چھ ملین کا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ سوال کی طرف آ جائیں۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب چیئرمین ! میرا سوال یہ ہے کہ اس پروگرام کی جو اربوں روپے کی disbursement ہے اس کا mechanism کیا ہے۔ BISP Government کا ادارہ ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ World Food Program کے تحت وہ disbursement کرتے ہیں۔ World Food Program وہ ادارہ ہے جو ہمیں actually funding فراہم کرتا ہے۔ یہاں حکومت پاکستان World Food Program کو funding provide کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں میرے اس supplementary question کے دو تین حصے ہیں۔

پہلا سوال تو یہ ہے کہ World Food Program والے یہ کام کیوں کر رہے ہیں۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام نے جن سے پیسے لینے تھے ان کو پیسے کیوں دے رہا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس کا کوئی audit بھی نہیں ہوتا۔ یہ ایک ہی کمپنی ہے اور اس کمپنی کا نام یہ اسماعیل انڈسٹریز دیتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اسماعیل انڈسٹریز جو ہے وہ صرف اکیلی ساشے پیک پورے پاکستان میں بنا سکتی ہے۔ تو یہ جو سوارب روپے کے قریب ساشے پیک خریدے جاتے ہیں یہ صرف اسماعیل انڈسٹریز سے خریدے جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کون لوگ ہیں جن کو یہ World Food Program والے صرف انہی کو ٹھیکہ دیتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ذرا ان کی تفصیل بتائیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور مجھے یہ بھی بتا دیں کہ audit کا mechanism بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں موجود ہے کہ نہیں۔ تو براہ کرم میرے ان سوالوں کا جواب دے دیں۔ شکریہ۔

جنابِ پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔ Three in one.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Who is the concerned Minister?

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جو سوال پوچھا گیا ہے اس کی تفصیلات دی گئی ہیں لیکن جو ضمنی سوال پوچھا گیا ہے اس میں جو سینیٹر صاحبہ کے جو concern ہیں وہ کافی حد تک ٹھیک ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت جو نشونما پروگرام ہے یہ 2020 میں شروع ہوا۔ اس وقت اس کے لیے جو رقم مختص کی گئی وہ دو ارب روپے تھی۔ اس کے بعد اس کا جو بنیادی مقصد تھا وہ یہ تھا کہ پاکستان کے rural area میں جو حاملہ خواتین ہیں وہ بچوں کے پیدائش سے قبل وہ malnutrition کا شکار ہوتی ہیں اور غذائی قلّت جو ہے وہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے جو بچے پیدا ہورہے ہوتے ہیں وہ ذہنی طور پر stented ہوتے ہیں اور ان کی صحت کو بہتر بنانے کے لیے ماں کی بھی اور اس کے بعد بچوں کو بھی ایک اچھی اور بہتر nutrition مہیا کی جائے۔ اسی mechanism کے تحت food supplement کہیں یا ساشے کہیں یہ پروگرام تھا۔ یہ پروگرام 2020 میں شروع ہوا۔ اس کے بعد 2021 میں اس کی یہ لاگت دو ارب سے بڑھا کر 21.5 ارب کر دی گئی۔ جناب چیئرمین! یہ اس وقت increase ہوئی جب مفتاح اسماعیل صاحب ہمارے وفاقی وزیر خزانہ تھے۔ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر برائے 2022-2023 میں یہ کہا کہ بے نظیر نشونما پروگرام تمام اضلاع تک بڑھا دیا جائے گا جس پر تقریباً 21.5 ارب روپے کی لاگت آئے گی۔ یہ increase اس وقت ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی جو procurement ہے اور جو اس کی ترسیل ہے وہ World Food Program دے دی گئی۔ جناب چیئرمین World Food program کا جو procurement کا طریقہ ہے وہ ان کا total internal mechanism کا ہے۔ اس میں کوئی PPRA rules نہیں ہے اس کا کوئی audit نہیں ہے۔ ان کے سپرد کیا گیا کہ وہ ترسیل کو یقینی بنائیں گے اور procurement بھی وہ اپنے internal mechanism کے تحت کریں گے۔

جناب چیئرمین!اب پورے پاکستان میں انہوں نے جو industry short list تھی وہ Ismail Industries Limited ہے جس کے مالک مفتاح اسماعیل صاحب ہیں۔اس کی تفصیل جواب میں دی گئی ہے۔اس کے Board of Governors کے جو ممبرز ہیں ان کی تفصیل دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین!میں سینیٹر صاحبہ کے اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ PPRA rules کے تحت اس کی procurement نہیں کی گئی اور جب سے یہ increase ہوئی ہے۔جو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ 2022 سے لے کر آج تک تقریباً 97 ارب روپے جو ہیں وہ اس پروگرام کے تحت تقسیم کیے گئے ہیں۔ مفتاح اسماعیل صاحب کی انڈسٹریز کو World Food Program کے تحت ٹھیکہ دیا گیا ہے۔یہ جو procurement اور ترسیل ہے یہ ساری ادھر سے ہوئی ہے۔شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب!اگر یہ legal نہیں تھی تو اس پر کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ابھی تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی کیونکہ جو BISP کا mechanism اس وقت World Food Program جوڑا گیا تھا۔ان کو ہی یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ آپ اپنے internal mechanism سے اس کی ترسیل اور procurement کو یقینی بنائیں گے۔یہ ابھی تک اسی طرح چل رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب! آپ کو میں floor دینا چاہتا ہوں۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔آپ صرف اپنے question تک رہیں گے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! دیکھیں، صرف ایک بات یاد رکھیں۔ This is public money. It is huge sum of money. ایک حکومت ہے جو 2022 میں بنی ہے۔پہلے تو یہ حکومت غلط طریقے سے بنی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس قصے کو چھوڑ دیں اور آگے چلیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: اس کے بعد جو منسٹر صاحب تھے جو اس وقت اس حکومت کے منسٹر صاحب تھے ان کا conflict of interest آیا تھا اور اس وقت کی حکومت نے اس conflict of interest کو protect کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمہارا ہے اور تم اس کو کرو۔ اس کو نہیں روکا۔ آج اگر اس نے کچھ باتیں کی ہیں تو آپ سب کو یاد آنا شروع ہو گیا۔ بھئی! وہ آپ ہی لوگوں کے بندے تھے۔ جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ اس کے اندر اتنے مسئلے ہیں اور basic concept یہ ہے کہ ہم نے غریبوں کو کچھ پیسے دینے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ پیسے بجائے ان کو دینے کے وہاں پر job creation کریں تاکہ وہ لوگ بجائے غریب یا بھکاری بننے کے کچھ کمانے کے قابل ہوں۔ Don't give them the fish teach them how to catch a fish. جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آپ کمیٹی میں بھیج دیں تاکہ وہاں اس پر بحث ہم کریں کہ یہ 2022 سے ابھی تک کیوں نہیں ہوا۔ Sir, we need to talk about this.

Mr. Presiding Officer: Thank you sir. Senator Danesh Kumar Sahib, this is the last question regarding this issue.

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! اگر یہ شور کم ہو گا تو میں بات کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ question تو کریں نا۔

سینیٹر دنیش کمار: منسٹر صاحب! آپ نے فرمایا۔ (جاری ہے۔۔۔T06)

T06-25Jul2025 Rafaqat Waheed/Ed: Shakeel 11:30 am

سینیٹر دنیش کمار: (جاری) منسٹر صاحب! آپ نے فرمایا، مجھے جو سمجھ آئی، یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ عالمی ادارہ خوراک، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) کو فنڈ منتقل کرتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر دنیش کمار: میرا question ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو بولیں نا پھر۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! پہلے آپ سنیں تو سہی۔ آپ اپنی بات کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تقریر نہ کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: میں تقریر نہیں کر رہا۔ جناب! پتا نہیں آپ کیوں نہیں سنتے ہیں؟ پتا نہیں آپ کو کیا ہوا ہے؟ سوال تو کرنے دیں۔ میں سوال کر رہا ہوں۔ آپ سنیں تو سہی۔ پہلے ہی آپ ٹانگ اڑا دیتے ہیں تو پھر میں کیا کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے دونوں کان سلامت ہیں، میں سن رہا ہوں۔

سینیٹر دنیش کمار: کان سلامت ہیں لیکن آپ ٹانگ نہ اڑائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ question کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: میرا question یہ ہے کہ اگر اسماعیل انڈسٹریز آپ کو World Food Programme کے تحت supply کرتی ہے تو کیا یہ آپ کی حکومت کی ذمہ داری نہیں بنتی کہ اس میں شفافیت لائی جائے۔ آپ پچھلے ڈیڑھ دو سالوں سے کیوں آنکھیں بند کرکے بیٹھے ہیں؟ یہ میرا سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہمند صاحب! ایک سیکنڈ، تین سوالات ہو گئے ہیں۔ بلیدی صاحب! ہر سوال اہم ہے۔ میں آپ سے agree کرتا ہوں۔ It is very important question. میڈم! آپ finally کیا کہنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب! بہت شکریہ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو سارے نام لیے گئے ہیں، یہ تو بہت ticklish issue ہے کیونکہ اسی جواب میں لکھا ہوا ہے کہ بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے خود یہ increase announce کیا۔ اگر یہ بات درست ہے تو kindly اس معاملے کو فنانس کمیٹی کو ہی refer کر دیجیے کیونکہ BISP عرصۂ دراز سے فنانس کے ہی نیچے تھا۔ اگر اس کو آپ فنانس کمیٹی کو refer کر دیں گے تو سارا historical data ہمارے پاس آ جائے گا۔ Poverty Alleviation کے پاس یہ data موجود نہیں ہوگا۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ ایک اسپیشل کمیٹی بنادیجیے جس میں Finance & Poverty Alleviation دونوں کمیٹیاں موجود ہوں تاکہ data converge ہوسکے۔ اگر conflict of interest کا issue ہے تو یہ معاملہ NAB کا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے یہ issue decide کرنے دیں۔ سینیٹر قادر صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔

Minister sahib, do you have any objection if we send it to the Committee?

جناب طارق فضل چوہدری: جناب! میں اس پر صرف ایک comment کروں گا۔ یہ کابینہ میں discuss نہیں ہوا تھا۔ میں نے کابینہ کے minutes check کیے ہیں۔ اس وقت یعنی فنانس بل منظور ہونے سے پہلے کابینہ کی جو میٹنگ ہوئی ہے، اس میں یہ issue discuss نہیں ہوا کہ ہم نشونما پروگرام میں 2 ارب سے 21.5 ارب پر جارہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ clarification ہے۔ دوسری بات، اگر تمام ہاؤس کا اس پر consensus ہے کہ آپ اس کو کمیٹی کو refer کریں تو اجلاس کے بعد decide کرلیں اور discuss کرکے اس کو متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیں۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمیر صاحب! اس سوال پر یہ چھٹا ضمنی سوال ہوجائے گا۔ There is no question. My ruling is that since it is very sensitive issue. مہمند صاحب! آپ بول چکے ہیں، آپ چپ رہیں۔ ضمیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں گزارش کرتا ہوں۔ یہ ہمارا ایک قومی پروگرام ہے، بڑا اہم پروگرام ہے اور ہماری ایک بڑی قومی لیڈر کے نام سے جڑا ہوا پروگرام ہے۔ اچھی بات یہ ہے، حکومتیں آتی رہیں، PML (N) کی آئی، PTI کی آئی لیکن اس نام کو برقرار رکھا گیا اور اس نام کو تبدیل نہیں کیا گیا۔ یہ پروگرام ہمیں بہت عزیز ہے۔ اس پروگرام کے اندر اگر کوئی پیسے کے ہیر پھیر کا، embezzlement کا شائبہ بھی ہوتا ہے تو ہم سب کے لیے بڑا افسوس ناک ہے۔ So, I refer this issue to the concerned Committee. اس کی جو بھی کمیٹی ہے، وہ فنانس کمیٹی کے ساتھ معاونت کرنا چاہے تو اپنے ممبرز شامل کرلے یا جو اراکین اس میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں، وہ پھر سیکرٹریٹ سے رابطہ کرلیں۔ بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے فرمایا کہ آپ بھی اس میں جانا چاہیں گے، میرے خیال میں ہم کسی پر کوئی پابندی نہیں لگا رہے۔ جو بھی جانا چاہیں، وہ اپنے نام سیکرٹریٹ کو دیں۔ They are most welcome. ہمایوں صاحب! اب آپ کا سوال ہے۔

(Q. No.69)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! میرے سوال کے چار حصے تھے۔ اس میں سے ایک تو یہ تھا کہ یہ جو bidding ہوتی ہے، یہ project award کرنے کا طریقہ تھا۔ نمبر دو، میں نے پوچھا تھا کہ اگر نئے partners آتے ہیں، ان کی کوئی PEC یا پھر SECP کے ساتھ کوئی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ انہوں نے اس کا جواب ہی نہیں دیا کہ اس کی کوئی رجسٹریشن ہے یا نہیں۔ نمبر تین، جس طریقے سے انہوں نے جن لوگوں کو award کیا ہے، میں سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبہ 2008 سے چلا آرہا ہے۔ ابھی اس کو تقریباً سترہ سال ہوگئے ہیں۔ اس وقت کی پلاٹوں کی قیمت کا موازنہ آج کی قیمت سے کرکے دیکھیں۔ اس میں جتنی delays ہوئی ہیں، کبھی ایک کے نام، کبھی دوسرے کے نام، کہتے ہیں کہ سی۔ڈی۔اے کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ سی۔ڈی۔اے کو صحیح planning کرکے دیں گے تو وہ اس کو approve کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے۔ اس کو کمیٹی کی طرف refer کریں۔ اس میں دو تین چیزیں ہیں۔ ایک تو انہوں نے during and after awarding ان کا جو share تھا، اسے 600 ملین سے کم کرکے 300 کردیا۔ ایسے کیوں کیا؟ جب آپ نے ایک مرتبہ کسی کو select on certain criteria, کرلیا تو why are you changing that criteria once you have given that thing? اس کے بعد درمیان میں اور چیزیں ہورہی ہیں۔ پھر کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔ میرے لحاظ سے آپ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجیں۔ اس معاملے پر پہلے بھی مسئلے سامنے آئے ہیں، یہ پہلے بھی discussion میں ہے، اس کو کمیٹی میں بھیجیں تاکہ وہاں اس پر غور ہو۔ یہ ایک بہت important issue ہے، خاص طور پر اس میں nepotism بھی نظر آرہی ہے۔ مہربانی کرکے اس کو کمیٹی میں بھیجیں۔ یہ public money ہے اور اس میں بہت زیادہ delays ہورہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محترم وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! معزز سینیٹر نے صحیح کہا ہے کہ اتنے سال ہوگئے ہیں۔ اس کی وجوہات کے حوالے سے ہم نے ان کے سوال کا پورا written جواب دے دیا ہے۔ اگر nepotism ہے اور وہ اسے کمیٹی میں لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں۔ وہاں دکھائیں کہ کس نے یہ کام کیا ہے۔ اس کو answerable کریں جس نے nepotism کی ہے۔ جتنے لوگ اس میں حصہ دار تھے، سب powerful لوگ

تھے۔ اسی لیے اس منصوبے میں سولہ سترہ سال لگ گئے۔ سب کے اپنے interests تھے۔ اگر اس کو کمیٹی میں لے جایا جائے تو ٹھیک ہے۔ ہم تو اس کو ختم کر کے، اس کے نئے ٹینڈرز کروانے لگے ہیں کیونکہ اس میں جتنی بھی خرابی ہے، اس کا ایک ہی علاج ہے کہ time and again اس میں جو لوگ آتے رہے ہیں، وہ کسی نہ کسی وجوہات اور سفارشوں پر آئے ہیں۔ باقی آپ کا فیصلہ ہے جو آپ کر دیں لیکن بہر حال، اس کی اب نئے سرے سے tendering ہونے والی ہے اور e-tender ہوگا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہمند صاحب! آپ کو جب فلور دے دیا گیا، آپ نے بات کر لی۔

(جاری۔۔۔T07)

T07-25July2025 Abdul Razique/Ed: Mubashir 11:40 a.m.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ہمایوں مہمند صاحب! آپ کو جب floor دیا تو آپ نے بات کر لی۔ میرا خیال ہے کہ اب سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب کی بات سنتے ہیں۔ جی سینیٹر سیف اللہ ابڑو۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

(اس موقع پر جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سینیٹر شہادت اعوان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: السلام علیکم۔ بہت، شکریہ۔ یہ میرے دوستوں کا بہت احسان ہے۔ وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بس آخری ضمنی سوال ہے۔ جی سیف اللہ ابڑو صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب! آپ مطمئن رہیں۔ آپ کا بھائی ہوں اور آپ کے ساتھ ہوں۔ ڈاکٹر صاحب، آپ میرے بھائی ہیں اور آپ کے لئے عزت واحترام ہے۔ جناب سیف اللہ ابڑو صاحب! آج جمعہ بھی ہے۔ ذرا جلدی فرمایئے گا۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! آپ پہلے House in order کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اپنا سوال پوچھیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! جو pervious Presiding Officer تھے، اگر وہ اس question کے دوران بیٹھتے تو اچھا ہوتا کیونکہ انہوں نے اس پورے discussion کو conclude کیا ہے۔ مجھے تو actually میاں ریاض حسین پیرزادہ صاحب کو appreciate کرنا چاہیے کہ انہوں نے Housing Ministry کے questions کے حوالے سے جو دو، چار جملے کہے ہیں، میرے خیال میں انہوں نے خود ہی ذکر کیا کہ یہاں کے schemes میں اتنے بڑے، بڑے mafia اور بڑے لوگ involve ہوتے ہیں۔ وہ ایسے، ایسے عمل کرتے ہیں اور انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے سوال کا حوالہ دے کر خود ہی کہا۔ Actually منسٹر صاحب نے جو بھی steps لئے ہیں چاہے اسے ختم کیا ہے یا نیا ٹینڈر بھی کیا ہے لیکن جو حقائق ہیں، یہ بڑے سے بڑا blunder ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے ایک چھوٹی سی التجاء ہوگی اور سمجھ لیں کہ یہ میرا question بھی ہوگا کہ جن لوگوں نے یہ blunder کیا، ان کے خلاف ایکشن کب ہوگا اور ان سے یہ پیسے واپس کیسے لیے جائیں گے۔ جو مکمل جواب انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے، منسٹر صاحب 100 فیصد FGEHA نے آپ کو غلط جواب لکھ کے بھیجا ہے۔ جو FGEHA ہے، یہ مصیبت اس کی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارا سسٹم بن گیا ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کیسے جھوٹ بولتا ہے۔ جو جواب ہے، اس کے دوسرے حصے میں یہ کہا گیا ہے کہ 50, 50 per cent پر ایک JV, M/s Progressive Motels & Resorts کے ساتھ بنایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے question کے part b میں پوچھا گیا ہے کہ PEC میں اس کی registration ہے یا نہیں۔ اس حوالے سے FGEHA نے کچھ نہیں لکھا۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں اس کی PEC میں registration نہیں ہے کیونکہ میں پچھلے تین سال Housing Committee کا ممبر تھا اور ابھی بھی ہوں تو اس کی PEC میں registration نہیں ہے اور FGEHA نے جان بوجھ کے اس کو یہاں نہیں لکھا۔ ایک کمپنی جو PEC میں registered نہیں ہے، وہ ایک multi-storey building کیسے بنائے گی۔ وہ بنا ہی نہیں سکتی۔

جناب! دوسری بات یہ کہ جو اسے 50 per cent share دیا گیا، وہ کس پر بنتا ہے؟ وہ investment پر بنتا ہے۔ یہاں جواب میں لکھا گیا کہ پہلے the company had to invest 600 million. اس کے بعد اسے 300 ملین اور پھر بعد میں 258 ملین decide ہوا۔ یہاں بھی FGEHA نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ 258 ملین بھی اسے واپس ہونے ہیں اور وہ واپس لے گا۔ تیسری

بات یہ کہ اگر یہ کمپنی 258 ملین invest کرے گی تو اس کا شیئر کتنا ہونا چاہیے۔ Actually پلاٹ کی جو قیمت ہے، again وہ FGEHA نے یہاں غلط لکھی ہے۔ FGEHA نے یہاں لکھا ہی نہیں کہ اس وقت پلاٹ کی کیا قیمت تھی۔ یہ پلاٹ جو 15 ایکڑ یا 15 کنال کی ہے، اس وقت اس کی قیمت 1.78 بلین یعنی پونے دو ارب کی پراپرٹی تھی۔ پونے دو ارب کی پراپرٹی پر اگر ایک آدمی 25 کروڑ لگائے گا، اسے FGEHA نے کیسے 50 per cent share دیا۔ یہ بہت بڑا scam ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں یہ معاملہ 2018 سے 2022 تک نئے پاکستان کا نہیں بلکہ 2009 اور 2010 کا ہے۔ اس وقت old Pakistan part 2 کی گورنمنٹ تھی۔ گورنمنٹ جس کی بھی تھی، FGEHA نے بڑا blunder کیا ہے اور یہ ایک پورا fraud ہے۔ اس وقت کے جو concerned Minister تھے۔۔۔ جناب! ایک منٹ۔ میں اپنی بات پر آتا ہوں۔ یہ بڑے سے بڑا scandal ہے۔ ابھی جیسے منسٹر صاحب نے ماشاءاللہ اسے conclude کیا اور ایوان کو بھی بتایا کہ کیسے انہوں نے ایکشن لیا ہے اوران سارے افسران کو recall کیا ہے۔ اس وقت کے جو political لوگ involve تھے، اگر آپ bank statement نکالیں تو ایسے، ایسے منسٹر اس میں involve ہوں گے کہ آپ کی سوچ ہے۔ اتنے بڑے منسٹر آپ سمجھیں کہ یہ وہ ہیں جو مصلے سے نہیں اٹھتے ہوں گے، انہوں نے یہ crime کیا۔ آپ انہیں قانون کے کٹہرے میں لائیں اور ہمیں منسٹر صاحب کی مدد کرنی چاہیے جو انہوں نے steps لے کر اس کام کو بند کرایا۔ ان افسران کے خلاف بھی action لینا چاہیے۔ وہ action کب لیا جائے گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑو صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ یہ question contract and bidding سے متعلق ہے، اگر آپ سارے دوست کہیں تو منسٹر صاحب سے پوچھ کر اسے کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں تاکہ وہاں اسے thoroughly دیکھا جائے۔ یہ question and answer میں sort out نہیں ہو گی۔ اگر آپ کہیں تو اسے کمیٹی میں بھیج دیں تاکہ سارے لوگوں کی تشفی ہو جائے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جی ٹھیک ہے۔ بھیج دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! یہ honourable Senator کا subject ہے اور میرا نہیں ہے۔ میں انہیں کبھی بھی confront نہیں کر سکتا کیونکہ جو facts وہ جانتے ہیں، میں نہیں جانتا۔ میں تو کاشتکار آدمی ہوں۔ یہ جو figures مجھے یا Ministers کو دیے جاتے ہیں، اس ایوان میں تو اللہ کے نام نہیں لکھے ہوئے ہیں مگر قومی اسمبلی میں لکھے ہوئے ہیں۔ ہم ان ناموں کے نیچے کھڑے ہو کے جھوٹ ہی بولتے ہیں۔ جیسے سینیٹر صاحب کہہ رہے ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ پہلے اتنے سال یہ delay ہوا ہے اور اگر مزید delay کرانا ہے تو کمیٹی کو چلا جائے۔ ہم نے bidding کے حوالے سے یہ step لیا ہے کہ اس کی دوبارہ bidding کرا کے اسے شروع کرا دیں۔ اگر آپ کمیٹی کو بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیج دیں۔ کمیٹی جو فیصلہ کرے گی، مجھے کوئی اعتراض نہیں because honourable Senator اس میں مجھ سے زیادہ well versed ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہمارا کہنا یہ ہے کہ کمیٹی آپ کے کام کو نہیں روکے گی کیونکہ آپ کا process چل رہا ہے۔ چونکہ سینیٹ کی oversight ہے تو یہ بہتر ہو جائے گا۔ The matter is referred to the Standing Committee concerned. جو دوست کمیٹی میں جانا چاہیں، وہ وہاں جا کر اپنا point of view دے سکتے ہیں۔ Question Hour is over[1]. سینیٹر جان محمد بلیدی صاحب آپ کا کہنا بجا ہے اور یہ سارے دوستوں کا concern بھی ہے۔ آپ booklet کے آخری صفحے کو دیکھیں۔ میرے اس پر بھی سوالات ہوں گے۔ میری Secretariat سے یہ گزارش ہے کہ آئندہ اتنے questions لگائے جائیں تاکہ سارے لوگوں کے آجائیں۔ Rule 47 کے تحت یہ سارے questions lapse کر جاتے ہیں۔ آپ کو دوبارہ زحمت کرنی ہوگی۔ بلیدی صاحب! آپ بہت پرانے Parliamentarian ہیں۔ بات یہ ہے کہ Rule 47 کے تحت یہ treated as read ہو جاتے ہیں۔ شکریہ۔ اب ہم leave applications لیتے ہیں۔

Leave of Absence

Mr. Presiding Officer: Senator Ahmed Khan has requested for grant of leave from 15th to 21st July, 2025, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

[1] The Question Hour is over. Remaining questions and their printed replies placed on the Table of the House shall be treated as read.

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Zamir Hussain Ghumro has requested for grant of leave for 21st July, 2025, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Bilal Ahmed Khan has requested for grant of leave for the current whole session due to sad demise of his mother. Is leave granted?

(Leave was granted)

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Rubina Qaimkhani has requested for grant of leave from 26th July to 15th August, 2025, due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Bushra Anjum But has requested for grant of leave from 15th to 21st July, 2025, during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Sadia Abbasi has requested….

(Continued T08)

T08-25July2025 Ali/Ed: Waqas 11:50 am

Mr. Presiding Officer: Senator Saadia Abbasi has requested for the grant of leave from 21st to 25th July, 2025 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur has requested for the grant of leave for 24th and 25th July, 2025 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Rana Mahmood ul Hassan has requested for the grant of leave from 15th to 21st July, 2025 during the current Session due to visit abroad. Is leave granted?

(Leave was granted)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر پلوشہ صاحبہ آپ کچھ کہہ رہی تھیں۔

Senator Palwasha Mohammad Zai Khan

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین، آپ کی بڑی مہربانی آپ نے مجھے موقع دیا اور میں ایوان کا تھوڑا سا وقت لینا چاہوں گی کیونکہ ایک بڑا important مسئلہ ہے اور اس پر پورا ایوان ساتھ ہے۔ جناب چیئرمین! کل اسرائیل کی ناجائز اور جعلی Parliament نے مغربی کنارے پر قبضہ کرنے کی ایک قبیح قرارداد منظور کی ہے۔ Senate of Pakistan اور عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت اور دنیا کی فوجی، فضائی اور بحری طاقت ہونے کی حیثیت سے اسرائیل کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ خبردار! ایسی گھناؤنی اور قبیح حرکت پر پاکستان کم از کم ہر لحاظ سے مزاحمت کرے گا، چاہے سارا عالم اسلام سویا رہے، چاہے سارا عالم اسلام خاموش رہے لیکن پاکستان اور پاکستان کی سینیٹ کی طرف سے آج کی قرارداد ان کی قرارداد کے منہ پر تمانچہ ہوگی کہ اس قسم کی کوئی حرکت جو ہوگی اس کو اور کوئی condemn کرے نہ کرے پاکستان کی سینیٹ اسے condemn کرتی ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گی کہ ہم کسی Abraham Accord کو نہیں مانتے نہ صرف ہم نہیں مانتے بلکہ پاکستان کی عوام کا ایک ایک بچہ اس Abraham Accords پر لعنت بھیجتا ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ پاکستان کی عوام اس کا ایک ایک بچہ، اس کا ایک ایک Parliamentarian, اس کا ایک ایک فوجی قائدِ اعظم محمد علی جناح کے ساتھ کھڑا ہے، جنہوں نے کہا تھا کہ اسرائیل مغربی سامراج کی ناجائز اولاد ہے، ہم آج بھی اسی پر کاربند ہیں، ہم اس نظریے کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہمارے اندر ان کے جو agent بیٹھے ہیں جو بار بار Abraham Accord اچھالتے ہیں یا کسی نہ کسی طرح سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا شوشہ چھوڑتے ہیں آج

یہاں سے ان کو بھی یہ پیغام جانا چاہیے اور ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ وہاں لوگ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں، شہید تو الگ ہو رہے ہیں لیکن بھوکے پیٹ شہید ہو رہے ہیں۔

ہمیں اپنی diplomatic efforts, ہمیں اپنا عالم اسلام میں جو ہمارا اس وقت role ہے اور جو ہم نے انڈیا کو جو کہ بغل بچہ ہے نریندر مودی نیتن یاہو کا اس کو جو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اس کے بعد ہمارا فرض ہے اور ہم سے سوال ہوگا، سب سے سوال ہوگا جو یہاں بیٹھے ہیں اللہ کی عدالت میں بھی سوال ہوگا کہ ہم نے کیا کیا؟ لہٰذا ہم سب یہاں سے آج یہ آواز اٹھائیں کہ پاکستان اپنی diplomatic efforts کو step-up کرے۔ یہ میرے پاس Resolution ہے جو سینیٹر قراۃ العین مری اور میں نے تیار کی اور پورے ایوان نے اس کو sign کیا ہے، ان سب کا شکریہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کو پڑھ دوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میڈم سینیٹر آپ اپنی Resolution کو Secretariat میں جمع کروا دیں، اس کے لیے rule suspend کرنے پڑیں گے، آپ دے دیں یہ دیکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: آپ rule suspend کر دیں کیونکہ آج جواب نہ دیا تو یہ dilute ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ جمع کروا دیں جو طریقہ کار ہے، جی سلیم مانڈوی والا صاحب۔

<u>Point of Order raised by Senator Saleem Mandviwalla regarding Stay Orders by High Court against the Proceeding of Senate Committees</u>

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: ایک بڑی interesting development ہے، میں پورے ایوان کے ساتھ share کرنا چاہتا ہوں، کافی عرصے سے یہ چل رہی ہے, but now it has become quite serious صرف دو Stay Order آئے ایک اسلام آباد ہائی کورٹ سے اور ایک لاہور ہائی کورٹ سے against the proceeding of Senate اور مجھے سینیٹ میں دس سال ہو گئے ہیں یا زیادہ، میں نے اس قسم کے Stay Order کبھی بھی سینیٹ کی proceeding کے خلاف نہیں دیکھے اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت serious چیز ہے اور سینیٹ کو اور جتنے یہاں Chairmen Committees ہیں ان کو اس کو بڑا seriously لینا چاہیے اور Minister of Parliamentary Affairs یہاں بیٹھے ہیں، مگر میں چاہوں گا کہ آپ Attorney General کو طلب کریں

اور ان کو کہیں اس matter کو seriously لیں کیونکہ ہم Court proceedings میں کبھی بھی interfere نہیں کرتے۔

کئی مرتبہ Committees میں یہ باتیں آتی ہیں کہ Court میں یہ case چل رہا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہم اس کو نہیں سنیں گے۔

حالانکہ Senate کے rule میں کہیں بھی اور Constitution میں کہیں اس کا ذکر نہیں ہے کہ ہم court کا case Committee میں نہیں سن سکتے یا House میں نہیں سن سکتے۔ مگر اس کے باوجود out of respect ہم یہ نہیں سنتے اور آپ بھی وکالت کرتے ہیں یہاں وکلا بھی کافی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر یہ جو چیز ہو رہی ہے کہ Committee کی proceedings کے against stay آرہا ہے اور decision کے against نہیں آرہا کہ آپ یہ چیز سن نہیں سکتے in the Committee کوئی Court case pending نہیں ہے، کوئی issue pending نہیں ہے، کوئی ایک public petition آئی تھی، Senate میں اس کو Committee hear کر رہی ہے۔ High Court Of Islamabad میں اس کے خلاف جو ہے وہ، میں ان judges کا نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ وہ پھر ایک غلط بات ہوگی۔ مگر میں آپ کو اس کی seriousness بتانا چاہ رہا ہوں کہ یہ تو ایک direct interference ہے Senate کی Committees میں اور Senate کی proceedings میں کہ judges بیٹھ کے اس کے خلاف stay order issue کرتے رہے اور اپنی مرضی سے date-wise stay orders آتے جارہے ہیں، ایک ہفتہ extend کر کے پھر دو ہفتے extend کر کے، یہ تو ایک مزاق بن گیا ہے۔ میں آپ سے request کروں گا اور سارے ایوان سے request کروں گا کہ اس matter کو seriously لیں، Attorney General کو بلائیں اور ان سے ہم جواب پوچھیں کہ بھئی یہ کیا مذاق ہو رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ، گھمرو صاحب، سلیم صاحب اس میں میری گزارش یہ ہے کہ کیونکہ matter is subjudice آج Law Minister sahib نہیں ہیں، تو میں Secretariat کو یہ کہہ دیتا ہوں کہ اس کو Law Minister Sahib کے knowledge میں لے کر آئیں تاکہ یہ cases ہیں، اس کا باقاعدہ record دیکھ لیں اور اس کو اگلی مرتبہ گزارش یہ ہے۔۔

Senator Saleem Mandviwalla: Matter is not subjudice. They are giving stay against the proceedings.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سلیم صاحب میرا کہنا یہی ہے کوئی petition گئی ہوگی جس میں انہوں نے کوئی stay دیا ہوگا۔ صرف میرا کہنا یہ ہے Law Minister Sahib چونکہ موجود نہیں ہے تو یہ Secretariat کو یہ ۔۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: آپ Attorney General کو بلائیں نا، Law Minister کا اس سے کیا لینا دینا ہے، آپ Attorney General کو بلائیں،.he should come and explain

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں Secretariat کو یہ کہتا ہوں کہ next جب-- جناب گھمرو صاحب بجا طور پر آپ صحیح فرما رہے ہیں--

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: next کا مسئلہ نہیں ہے.but the stay is in effect

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کیا کہتے ہیں مصطفیٰ صاحب Attorney General کو بلوائیں، کیا کریں؟ بات یہ ہے کہ مہمند صاحب، ابڑو صاحب آپ بجا طور پر کہہ رہے ہیں اس میں ہم جو ہے سب دوستوں کا-- میں وہ گزارش کر رہا ہوں مہمند صاحب آپ سنیے تو صحیح میں کیا کہہ رہا ہوں، سلیم مانڈوی والا صاحب میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ آپ دوست سنتے نہیں ہیں، آپ نے بجا طور پر صحیح چیز کہی ہے۔ تو میں اس میں یہ کہتا ہوں کہ Attorney General Sahib کو notice کر دیتے ہیں ان کو بلوا لیتے ہیں۔ آپ کے اور ہم سب کے تحفظات ہیں، اس matter کو وہ take-up کریں legal جو طریقہ کار ہے۔ Attorney General Sahib House میں آئیں، ان کو ہم notice کر دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور House کو explain کریں اور action لیں، یہی چاہتے ہیں نا، چلیں جی۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: ابھی بلوائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہمند صاحب آپ سنتے نہیں ہیں، ڈاکٹر صاحب آپ بات تو سنا کریں نا، سیف اللہ ابڑو صاحب پہلے بات سن لیں۔ دیکھیں سارے دوست ہیں، گزارش سن لیں، منسٹر صاحب میری گزارش یہ ہے کہ ایک چیز سلیم مانڈوی والا صاحب نے ایوان کے سامنے رکھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جائز بات رکھی، اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ یا تو Law Minister sahib یا نہیں لیکن Attorney General سے چونکہ pertain کرتا ہے عدالتی معاملہ ہے تو میں نے Secretariat کو کہہ دیا ہے کہ ان کو notice کر دیں۔ وہ گھمرو صاحب یہاں پر یہی ہے، Attorney General Sahib سامنے آ جائیں گے وہ اپنی بات رکھ دیں گے، ہم اپنے تحفظات ان کے سامنے رکھ دیں گے جو legal طریقہ کار ہے۔

(جاری ہے-----T09)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جو legal طریقہ کار ہے۔ گھمرو صاحب! پھر سب دوستوں کو سننا پڑے گا، بات طے ہو گئی کہ Attorney General کو بلایا جائے، ان کو notice کر دیتے ہیں کہ وہ آئیں۔ جی وزیر صاحب۔

Mr. Tariq Fazal Chaudhry, Minister for Parliamentary Affairs

جناب طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب والا! گزارش ہے کہ وزیر قانون نے ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کے لیے آنا تھا لیکن آج CCLC کی meeting چل رہی ہے، جس کی وجہ سے وہ یہاں تشریف نہیں لائے۔ میرے خیال میں آپ نے جو ruling دی ہے، اس کے بعد اس issue پر نہ کوئی اختلاف رائے ہے اور نہ اس میں کوئی دوسری رائے پائی جاتی ہے۔ معزز سینیٹر صاحب نے جس معاملے کی بات کی ہے، واقعی اس پر concern ہے، ایوان کا اپنا ایک status اور تقدس ہے۔ اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ آپ نے جو ruling دی ہے، وہ بالکل صحیح ہے، Attorney General Chairman سے مل کر ساری situation بتا دیں گے، ابھی تھوڑی دیر میں اجلاس ختم ہو جائے گا اور اس پر بات کر لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب! اگر اس پر ایک، دو ممبران اپنی رائے دینا چاہتے ہیں، دلاور خان صاحب کو سن لیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گھمرو صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

Senator Zamir Hussain Ghumro

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب والا! Article 69 of the Constitution میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "The courts cannot interfere with parliamentary proceedings. The validity of any proceedings in the Parliament shall not be called in question on the ground of any irregularity of procedure." یہ Article clear ہے کہ Parliament کی proceedings and internal proceedings یہ تو clear ہے کہ Parliament کی proceedings میں کوئی بھی عدالت مداخلت نہیں کر سکتی اور یہ پاکستان کا established law ہے۔ اگر ایوان کی کمیٹیوں میں مداخلت

so this is a serious concern for the preparation of the powers, this is a کی جاتی ہے

serious concern for the Parliament کہ ان کے کام میں کوئی اور ادارہ مداخلت کرے۔ کیا ہم نے کسی اور ادارے میں مداخلت کی ہے؟

So this is a serious question brought by the honourable Senator Saleem Mandviwala.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اس پر بالکل بات ہو چکی ہے۔ دلاور خان صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Dilawar Khan

سینیٹر دلاور خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

ہم نے کیا کیا نہ تیرے عشق میں محبوب کی

صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

جناب والا! پیپلز پارٹی کے چیئرمین ہیں، جس نے سوال point out کیا وہ پیپلز پارٹی کے سلیم مانڈوی والا ہیں اور پیپلز پارٹی حکومت کی coalition partner ہے۔ اب آپ ruling دے دیں، اس پر دو رکنی کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ Parliament supreme ہے تو پھر دوسرے ادارے کی اس کی proceedings میں مداخلت میرے خیال میں مناسب بات نہیں ہے۔اس کے لیے کمیٹی بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،آپ ruling دیں،Attorney General خود حاضر ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دلاور خان صاحب! ہم نے اس پر کمیٹی نہیں بنائی، Attorney General کو بلایا ہے۔ سیف اللہ ابڑو صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

Senator Saifullah Abro

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب والا! سلیم مانڈوی والا صاحب کی بات پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ Attorney General تو بعد کی بات ہے،آپ نے کہا کہ وزیر قانون، حالانکہ وہ ہمارے colleague ہیں، ان کی بہت efforts ہیں۔ یہ تو چھوٹا سا معاملہ ہے، وزیر قانون کو

اس پر action لینا چاہیے۔ جناب والا! وزیر قانون نے اتنے کمالات کیے ہیں کہ آپ کی سوچ ہے۔ جس طرح انہوں نے قوانین لالا کر عدالت کی پوری بتیسی نکال دی تو Attorney General کو بھی یہاں بلا لیں، اس کے لیے کوئی بعید نہیں ہے۔ حکومت کے چار چار، پانچ پانچ سینیٹر حضرات کھڑے ہوتے ہیں تو پھر یہ قیامت کی نشانی ہے۔ آپ آج ہی Attorney General کو بلائیں یہاں ساتھ ہی بیٹھا ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابڑو صاحب! آپ کی بات آ چکی ہے۔ یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔ کامران مرتضیٰ کو سن لیں۔

Points of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding (i) Interference by courts in Senate Committee proceedings (ii) Abduction of a lawyer in Quetta.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! جیسے point out کیا گیا ہے، میں کسی اور مسئلے پر بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن یہ مسئلہ بھی چونکہ legal ہے اور اس میں اکثر یہ feel کیا گیا ہے کہ بعض اوقات عدالتیں ہمارے معاملات میں مداخلت شروع کر دیتی ہیں۔ بعض ایسے دوست ہیں جب وہ وہاں کرسی پر بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو بادشاہ سلامت سمجھ لیتے ہیں۔ ایک تو ایوان کا displeasure جانا چاہیے کہ ایسے نہ کریں۔ کمیٹیوں میں معاملات pending ہوتے ہیں اور اس کو کسی نہ کسی angle سے court میں لے جاتا ہے، عام طور پر writ کی شکل میں لے جایا جاتا ہے اور وہ اس پر کوئی اس طرح کا stay grant کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے کمیٹیاں proceed نہیں کر سکتیں۔ وہ اپنے اختیار سے تجاوز کر رہے ہیں اور اس پر displeasure convey ہونا چاہیے، کم از کم آپ کی صدارت میں، ایک legal minded آدمی کی صدارت میں جب اجلاس ہو رہا ہے تو میرے خیال میں Attorney General کو بلا کر صرف displeasure show کرنا چاہیے، یہ نہیں کہ وہ کیوں کیا، کس لیے کیا۔ انہوں نے جو کچھ کیا، کمیٹیوں کو جہاں پر روکا ہے، غلط کیا ہے اور کمیٹیوں کو نہیں رکنا چاہیے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ law کو violate کریں لیکن انہوں نے law سے تجاوز کیا ہے، انہوں نے دستور سے تجاوز کیا ہے۔ اگر کہیں پر کوئی ایسا stay آ گیا تو پھر Article 209 کا case بنتا ہے، Article 209 کا reference بنتا ہے۔

جناب والا! دو چھوٹے چھوٹے معاملات legal side پر ہیں، ان کو بھی ذرا سن لیں کیونکہ آپ کا تعلق بھی اسی پیشے سے ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں اب اکثر وکلاء بھی اٹھائے جانے لگے ہیں۔ میں جب بلوچستان میں یہ بات کرتا ہوں تو بہت سارے دوست ناراض ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! حکیم علی بلوچ ولد فضل، ان کا تعلق واشک، پنجگور سے ہیں، یہ کوئٹہ سے 23 جولائی کو odd hours میں اٹھائے گئے ہیں، یہ

کوئٹہ میں enrolled ہیں، وکیل ہیں اور practice کرتے ہیں اور یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔ اگر کسی نے جرم کیا ہے، وہ وکیل نہیں even parliamentarian بھی ہو، اسے قانون کے مطابق حراست میں لیا جاسکتا ہے لیکن اس طرح اٹھا کر missing کر دینا یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں آپ کو اس کا notice لینے کا کہوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاید دلاور خان صاحب نے کل بات کی تھی، یہ بھی LLB کے حوالے سے ہے۔ LLB undergraduate programme کے لیے وفاق کے زیر انتظام یونیورسٹیوں میں cutoff date for admission 31st July, 2025 ہے and law admission test جو اس سے پہلے ہونا چاہیے، اس کے لیے date 24th August رکھی گئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کامران صاحب! آپ نے دو باتیں کی ہیں۔ پہلی بات حکیم علی بلوچ صاحب پر ہم report call کر لیتے ہیں۔ دوسرے معاملے کے لیے یہ ہے کہ جس دن وزیر قانون آئیں گے اور چونکہ وہ Bar Council میں بھی ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب والا! اس میں وقت گزر جائے گا، شاید آج اجلاس کا آخری دن ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ admission کی cutoff date پہلے ختم ہو جائے اور اس کے admission کی تاریخ اس کے بعد ہو۔ اس طرح بچوں کا وقت ضائع ہو جائے گا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہند صاحب! آپ interrupt نہ کریں، بات کرنے دیں۔ کامران مرتضٰی صاحب! آپ نے جو بات کی ہے، وزیر برائے پارلیمانی امور بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر صاحب! کامران مرتضٰی صاحب نے بہت اہم مسئلہ اٹھایا ہے، آپ اس کو وزارت کے ساتھ آج ہی take up کر لیں تاکہ یہ حل ہو جائے۔

جناب طارق فضل چوہدری: جی ٹھیک ہے جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عرفان صدیقی صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عرفان الحق صدیقی! Business لے لیتے ہیں، دوستوں کااعتراض ہے۔ Order No. 3.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آج جمعے کا دن ہے، business لینے دیں۔ کس کی فاتحہ کرنی ہے۔ مولانا صاحب آپ سب کے لیے اجتماعی دعا کروادیں۔

(جاری۔۔۔۔۔۔)

T10–25July2025 Imran/ED: Shakeel 12:10 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری۔۔۔۔) کس کی فاتحہ؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، آپ کی بات آ گئی ہے۔ مولانا صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ سب کے لیے اجتماعی دعا کر لیں۔ جی آپ بیٹھ جائیں۔ مولانا صاحب دعا کروائیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ بس ہو گئی بات، اب بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب آپ کی بات آ گئی ہے۔ آج جمعہ ہے، آپ بیٹھ جائیں۔ مولانا صاحب دعا فرمادیں۔

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر عطاء الرحمٰن نے اجتماعی دعائے مغفرت کروائی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آمین۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب آج جمعہ ہے، آپ تشریف رکھیں۔ قادر صاحب اس طرح نہ کریں۔ آپ دو منٹ بیٹھ جائیں۔ آرڈر نمبر 3۔ سینیٹر محمد اورنگزیب وفاقی وزیر برائے خزانہ آرڈر نمبر 3 پیش کریں۔

Laying of the 1st Biannual Report on Monitoring of the implementation of 7th NFC Award for the period from July to December, 2022

Tariq Fazal Chaudary (Minister for Parliamentary Affairs): I, on behalf of Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue, lay before the Senate the 1st Biannual Report on Monitoring of the implementation of 7th NFC Award for the period from July to December, 2022, under clause (3B) of Article 160 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid. Order No.04. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Human Rights may move Order No.04. On his behalf Mr. Tariq Fazal Chaudary may move it.

Laying of the Annual Report 2024-2025 of the National Commission on the Rights of Child

Tariq Fazal Chaudary (Minister for Parliamentary Affairs): I, on behalf of Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Human Rights, lay before the Senate the Annual Report 2024-2025 of the National Commission on the Rights of Child, as required under sub-section (1) of section 17 of the National Commission on the Rights of Child Act, 2017.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid. Order No.05.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میڈم انوشہ گزارش سن لیں۔ ایک منٹ کا business ہے، دوست شور کر رہے ہیں۔ ایک منٹ کے لیے business لینے دیں، یہ ہم take up کیے بغیر نہیں جائیں گے۔ آپ سے جو بات ہوئی ہے تو کر کے جائیں گے۔ آرڈر نمبر 5۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Please no cross talk. Order No.06. Calling Attention Notice. There is a Calling Attention Notice at Order No.06. in the name of Senator Sarmad Ali. Please raise the matter.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب، میں دیکھ رہا ہوں۔ جناب!، آپ ہمیں کام کرنے دیں نا۔ ڈاکٹر مہمند صاحب آپ اس طرح نہ کریں۔ سرمد صاحب موجود نہیں ہیں۔

Order No.07. There is another Calling Attention Notice at Order.No.07 in the name of Senator Zeeshan Khan Zada. Please raise the matter.

سینیٹر ذیشان خانزادہ: بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے اس Calling Attention پر بولنے کا موقع دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ذیشان خانزادہ صاحب! اس میں منسٹری کی طرف سے defer کرنے کی request آئی ہوئی ہے اور چونکہ کوئی بھی response کرنے والا منسٹر پاکستان میں نہیں ہے۔ یہ personal ground ہے تو اس لیے۔ آپ کا ہمیشہ response ہوتا ہے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: چیئرمین صاحب! As a member of this House آپ کو زیادہ پتا ہے کہ House میں business لانا کتنا مشکل ہو گیا ہے اور آج آپ جیسے حالات دیکھ رہے تھے تو اگر آپ اجازت دیں تو میں چاہوں گا کہ میں اس پر بات کر لوں۔ ہمارے پارلیمانی امور کے عزت مآب منسٹر بیٹھے ہیں، اگر وہ اس پر کوئی جواب دینا چاہیں تو بڑی اچھی بات ہے ورنہ end میں آپ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ کم از کم میں اپنی بات تو کر لوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ذیشان خانزادہ صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ پرانے parliamentarian ہیں۔ جواب منسٹر نے دینا ہے اور جب کوئی جواب نہیں دے گا تو purpose serve نہیں ہوگا۔ اس وجہ سے سیف اللہ صاحب ہم بالکل دیکھ رہے ہیں لیکن جو

concerned Minister ہے، ایک سیکنڈ آپ تشریف رکھیں، میں اُن کو address کر رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آپ سے request کی جاتی ہے کہ چونکہ منسٹر نے officially request لکھ کر بھیج دی ہے تو اس لیے اس کو defer کرتے ہیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! ویسے اس حکومت میں ایسا کوئی اور بندہ نہیں تھا جن کو اگر جب منسٹر صاحب کے پاس اس House میں آنے کے لیے time نہیں تھا تو ایسا کوئی اور نہیں تھا جو یہاں آکر بات کر سکتا۔ جناب چیئرمین! اس Calling Attention میں جو لوگوں کو اس وقت دشواریاں ہیں، مطلب industries کو اور اگر آپ مجھے پانچ منٹ دیں گے تو میں صرف یہ بتاؤں گا کہ میں یہ کس وجہ سے لایا ہوں اور آپ کو پتا چلے گا کہ اصل میں industries کو کیا مشکلات ہیں۔

جناب طارق فضل چوہدری: جناب گزارش یہ ہے کہ چونکہ concerned Minister نے deferment کے لیے written request کی ہے تو لہٰذا اس کو defer کر دیا جائے جیسا کہ آپ نے اس کو already کر دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Next session میں اس کو پہلے دن take up کیا جائے گا۔ اب جب بھی session ہوگا تو آپ کا issue پہلے دن سنا جائے گا۔ میڈم انوشہ رحمان صاحبہ اپنی سیٹ پر آئیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد لے لیتے ہیں۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: وقت دینے کا بہت شکریہ۔ چیئرمین صاحب! ابھی سلیم مانڈوی والا صاحب نے بہت اہم نقطہ اٹھایا ہے جس میں کہ آج میں یہ سمجھتی ہوں کہ بڑا اچھا دن ہے کہ آج Parliament میں parliamentarians کے rights کی بات ہو رہی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: مہمند صاحب! آج آپ کا دن ہے۔ آج آپ کے rights کی بات ہو رہی ہے۔ سلیم مانڈوی والا صاحب نے parliamentarians کے rights کی بات کی ہے کہ کورٹ نے parliamentarians کی jurisdiction کو challenge کیا ہے۔ میں ...Article 66

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میڈم ایک بات سن لیں۔ بات سن لیں۔ چونکہ وہ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو بولنے کا موقع دے رہے ہیں۔ ایک منٹ۔ دیکھیں میڈم، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ اُن کی بات پانچ منٹ میں سن لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ ذیشان صاحب! آپ بولیں۔ دوست cross talk کرتے ہیں لیکن سنتے کوئی نہیں۔ آپ اپنی بات صرف پانچ منٹ میں مکمل کریں۔

Calling attention notice raised by Senator Zeeshan Khan Zada regarding the retention of regulatory duties on the import of over 300 tariff line under the five-year Tariff Policy Reform (TPR) plan

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! میں پانچ منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔ آپ کا ایک دفعہ پھر بہت شکریہ اور میرے دوستوں کا بھی جنہوں نے مجھے آج اس issue پر support کیا۔ جناب چیئرمین! جو میرا Calling Attention ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے ایک plan بنایا ہے جس کا نام ہے Tariff Policy Reform یعنی TPR کا نام دیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس plan کے تحت جتنی بھی customs duties ہیں، ہم انہیں کم کریں گے تاکہ ہمارے ملک میں import and export کی مد میں industries کو، consumers کو اور عوام کو فائدہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین! اب وہ policy تو ضرور بنی اور Prime Minister صاحب نے اُس policy کو approve کیا لیکن پچھلے بجٹ میں، جو ابھی بجٹ گزرا ہے، اُس policy میں جو بھی فیصلے ہوئے تھے اور National Tariff Commission نے جو فیصلے کیے تھے کہ اُس میں customs duties کی reduction ہو گی، وہ نہیں کی گئی۔ ایک plan جو حکومت خود لے کر آتی ہے اور پھر بجٹ میں اُس کو reflect نہیں کیا جاتا تو پھر ایسی چیز کرنا کا فائدہ کیا ہے۔ ایسی industries جنہوں نے اُس policy کے تحت investment کی تو اب ہم انہیں کیا دینا چاہ رہے ہیں اور کیا بتانا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! customs duty کو لگانے کا ایک فائدہ ہوتا ہے حکومت کو revenue generate کرنے کا، دوسرا فائدہ local industry کو protect کرنے کا، لیکن customs duty کو ہٹانے اور اُس کو کم کرنے کے جو فوائد ہیں، اُن کا پوری دنیا کو پتا ہیں۔ اسی لیے global economy بنی ہے اور اسی لیے ہر region میں آپ کے blocks بنے ہیں جو کہ free trade کو promote کرتے ہیں۔ اسی لیے اس حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم بھی tariffs کم سے کم کریں گے اور کچھ product lines پر ہم اس کو بالکل ختم کر دیں گے۔ جناب چیئرمین! میں یہ دوبارہ کہتا ہوں ایسا کچھ بھی نہیں ہوا اور اس جو ہماری exports میں فائدہ ہونا تھا اور ہماری exports نے پانچ بلین ڈالر بڑھنا تھا، وہ خواب بھی ختم ہو گیا۔

جناب چیئرمین! یہ آپ کہتے ہیں کہ اس ایوان میں ہم اس پر بات نہ کریں۔ منسٹر صاحب آئے ہی نہیں ہیں اور اس کو کوئی serious ہی نہیں لے رہا تو industry کو کیا حال ہوگا، وہ کدھر جائیں اور وہ کس سے بات کریں۔ آج جو ہمارا right ہے کہ ہم ادھر بات کریں اور اس ایوان میں اُس پر discussion ہو۔ Calling Attention پر تو صرف ممبر کو اجازت ہوتی ہے، میں تو کہتا ہوں کہ سب ممبران کو آج اس issue پر بات کرنی چاہیے۔ اگر ہم اس سینیٹ میں قانون کی بالادستی پر بات کرنا چاہیں تو اُس کی ہمیں اجازت نہیں ہے لیکن کم از کم ایسی چیزیں جیسے کہ commerce and trade اور finance پر تو ہمیں بات کرنے دیں۔ (جاری---T11)

T11-25July2025 Abdul Ghafoor/ED: Mubashir 12:20 PM

سینیٹر ذیشان خانزادہ: (جاری---) قانون کی بالادستی پر اگر ہم Senate میں بات کرتے ہیں اس پر ہمیں اجازت نہیں ہے۔ لیکن کم از کم ایسی چیزوں پر commerce and trade, finance پر تو ہمیں بات کرنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ذیشان صاحب بالکل، آپ نے بہت اہم issue اٹھایا ہے۔ بالکل آپ نے کچھ بات کی ہے۔ جس دن Minister صاحب موجود ہوں گے، ان کی موجودگی میں یہ سارا issue آپ highlight کیجئے گا، تاکہ اس کا proper جواب آ جائے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! ایک مرتبہ پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ ایوان میں بات کرنے سے اس کا ایک اور اثر ہوتا ہے اور committees میں ہم ضرور اس پر discussion کر لیں۔ لیکن آخر ہم ایوان میں آ کر جو بات کرتے ہیں جو ضروری چیزیں ہوتی ہیں۔ میرے خیال سے جو ہمارے حکومتی اراکین ہیں شاید وہ بھی میرے ساتھ agree کریں گے کہ کس وجہ سے ایسی

چیزوں پر عمل نہیں ہو رہا۔ اگر ہم حکومت کے اسی plan کو support بھی کرتے ہیں اور support کرنے کے باوجود یہ plans نہیں ہوتے۔ اس کا مطلب کیا ایسے lobbies کے pressure میں آ کر یہ چیزیں ختم کی جاتی ہیں؟ میرا صرف سوال یہ ہے حکومت سے وجوہات کیا ہیں؟

جناب چیئرمین! اس میں کوئی سیاسی تقریر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آخر اس حکومت نے ایسا کون سا فیصلہ کیا جو عوام کے حق میں ہو؟ اس حکومت نے یہ ضرور کہا ہے کہ ہم وہ سخت فیصلے کریں گے جو پچھلی حکومتیں نہیں کر سکیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم نے نہیں کیے۔ میں کہتا ہوں کہ tariff reduction والی policy پی ٹی آئی کے time میں 2020 میں Razak Dawood صاحب یہ policy لے کر آئے اور انہوں نے ثابت کیا کہ 2000 tariff lines کے اوپر انہوں نے duty ختم کی جس کی وجہ سے exports بڑھیں۔ اب اگر آپ اس کو further enhance کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس حکومت میں یہ صلاحیت موجود ہے؟ کیا یہ حکومت فیصلہ کر سکتی ہے؟ نہیں، کیونکہ ان کے پاس حکومتی support نہیں ہے۔ ان کے پاس عوامی support نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان کی سب سے بڑی weakness ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب آپ نے نہ بولتے ہوئے بہت کچھ کہہ دیا۔ بجائے اس کے کہ آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جی، جناب چیئرمین۔ میرا یہ سوال ہے کہ اس کو committee میں بھیج دیں۔ باقی اس کو ہم ادھر discuss کر لیں گے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔ میڈیم صاحبہ آپ ترتیب سے چلنے دیں۔ بعض دوستوں کی بات یہ ہے، آپ کو کہا آپ بات کرکے جائیں گے اس طریقے سے دوست اعتراض کرتے ہیں۔ آپ دیکھ تو رہی ہیں نا؟ آپ تشریف رکھیں۔ پندرہ منٹ ہمارے پاس ہیں جو بھی طریقہ کار ہے، اس طریقہ کار سے ہوگا۔ ایک resolution ہے میڈیم آپ motion move کریں۔

Motion under 263 moved for dispensation of rules

Senator Palwasha Mohammed Zai Khan:I hereby move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the requirements of Rule 26, 29, 30, and 133 of the said Rules be dispended with an in order to enable the House to move and pass a resolution.

Resolution moved by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan condemning the recent decision of the Israeli Parliament over so-called Israeli sovereignty over the West Bank

Senator Palwasha Mohammed Zai Khan: This House strongly condemns the recent decision of the Israeli Parliament to approve a resolution asserting so-called Israeli sovereignty over the occupied West Bank, in brazen violation of international law, United Nations Security Council resolutions, and the Geneva Conventions.

Recalling that the West Bank is internationally recognized as occupied territory and that any unilateral annexation or claim of sovereignty is a clear affront to the legitimate rights of the Palestinian people,

Affirming the Government and the people of Pakistan's unwavering support for the just cause of Palestinians and the establishment of an independent and sovereign Palestinian State, in line with relevant UN resolutions and the Arab Peace Initiative. Recognizing that such actions by the occupying Israeli government gravely endanger peace and stability in the region and expose the expansionist and apartheid agenda of the Israeli regime,

This House:

1. Rejects and denounces the Israeli Parliament's resolution as illegal, illegitimate and null and void under international law;
2. Demands that the international community, particularly the United Nations Security Council, take immediate and concrete action to halt Israeli expansionism and protect the rights of the Palestinian people;

3. Calls upon the Government of Pakistan to intensify diplomatic efforts in collaboration with the OIC and like-minded nations to resist and reverse such unlawful attempts;

4. Expresses solidarity with the people of Palestine in their rightful struggle for freedom, dignity, and self-determination.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

(The resolution was passed unanimously)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ۔ سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب نے یہ بہت اہم point اُٹھایا ہے کہ Parliament کی proceedings کے اوپر stay order آیا ہے۔ چیئرمین صاحب میں آپ کی توجہ Article 66 کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔آج کا دن Parliamentarians کے privileges کا دن ہے۔آج ہم نے صبح Parliamentarians کے privileges کی بات کی اور وہ Article 66 میں privileges define ہوتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ

"there shall be a freedom of speech in the Majlis-e-Shrooa (Parliament) and no member shall be liable to any proceeding in any court in respect of anything said or any vote given by him"

جناب چیئرمین! جس بھی عدالت نے Parliament کی proceedings کے اوپر stay order بھیجا ہے وہ breach of privilege کا مرتکب ہوا۔ Kindly آپ اس معاملے کو Privileges Committee کو refer کریں اور جس نے بھی یہ order pass کیا ہے، جو بھی محرکات ہیں، جو بھی لوگ ہیں، ان کو آپ Kindly Committee کے سامنے پیش کروائیے، کیونکہ یہ ہمارا breach of privilege ہے۔ ہمیں کوئی نہیں روک سکتا

on the premises of Parliament conducting the business of Parliament to obey any stay order that is given by somebody, who is liable to be called in to the Privileges Committee under Article-66.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میڈیم! اس سے پہلے چونکہ بالکل آپ نے بجا طور پر legal position کہی آپ advocate ہیں، اتفاق سے میں بھی practice کرتا ہوں، تو چونکہ ہم نے Attorney General صاحب کو notice بھیجا ہے تو ہم کریں گے۔

اب ہم ایک oath لے لیتے ہیں۔ ہمارا ایک قابل احترام دوست جناب عبدالکریم صاحب ایوان میں تشریف لائیں ہیں۔

Oath-taking by the Member elect

Mr. Presiding Officer: Mr. Abdul Kareem, member elect from the province of Punjab shall make oath before the Senate. A copy of the oath form has been placed on his table. I request the Honourable Member to stand by his seat and take oath.

(At this stage, the newly elected Senator Abdul Kareem took oath and signed Roll of Members)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سرمد صاحب آپ کا Order No.6 تھا۔ آپ Calling Attention لینا چاہیں گے۔

سینیٹر سرمد علی: جی جناب۔ وزیر پارلیمانی امور ہیں وہ اس کا جواب دے دیں گے۔ (جاری---T15)

T12-25July2025 Tariq/Ed: Waqas 12:30 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سرمد علی صاحب، آپ کا Order No.6 پر ایک calling attention تھا، کیا آپ لینا چاہیں گے؟

سینیٹر سرمد علی: جناب چیئرمین! وزیر پارلیمانی امور جواب دے دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: There is a calling attention notice at Order No.6 in the name of Senator Sarmad Ali, please raise the matter.

Calling Attention Notice raised by Senator Sarmad Ali regarding proposed closure and merger of several prominent literary, academic and cultural institutions

سینیٹر سرمد علی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! دنیا میں culture and literature ممالک کی soft power and brand image کو represent کرتا ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ culture, literature or art ہو یہ سب dispensable and expendable چیزیں ہیں اور ان کے ساتھ ہم جو دل چاہے وہ کر لیں، چاہے انہیں ہم waste-basket میں بھی ڈال دیں تب بھی ہم خوش رہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ادارے جو سالہاسال سے چل رہے ہیں، جو ہمارے ملک کی ثقافتی values and heritage کو represent کرتے ہیں جیسے کہ Academy of Letters, Iqbal Academy, National Language Promotion Authority, Quaid-i-Azam Academy ہے ان کو بند کرنے کی یا سرکاری یونیورسٹیوں کے ساتھ merge کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ مثلاً National Language Promotion Authority کو کسی وفاقی یونیورسٹی کے اردو کے شعبے میں merge کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ جن لوگوں نے حکومت کی Rightsizing Committee میں یہ تجویز دی ہے، ان لوگوں نے کچھ سوچا بھی ہے کہ ہم کر کیا رہے ہیں، اس کی implications کیا ہوں گی، ہم اپنے culture and heritage کے ساتھ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ثقافت ہمارے لیے کوئی expendable چیز ہے، کیا ہم ثقافت، آرٹ، literature, music کو اپنی soft power کے طور پر دنیا میں represent کرنے کے لیے اپنے narrative کو دنیا میں built کرنے کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے تو پھر ہم کس چیز کو دکھانا چاہتے ہیں، وہ جو سوات میں ہوا، وہ جو بلوچستان میں ہو، وہ جو نور مقدم کے ساتھ اسلام آباد میں ہوا، کیا یہ ہمارا brand image ہے۔ ہمارا brand image جو Academy of Letters جس کو افتخار عارف اور احمد فراز جیسے لوگ head کرتے رہے ہیں وہ ہے یا National Book Foundation ہے جو کتابیں چھاپتی ہے، یا قائداعظم اکیڈمی ہے جو ہمارے بانی کے نام سے منسوب ہے۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر سرمد علی صاحب۔

سینیٹر سرمد علی: جناب چیئرمین ! آج کل کے دور میں اور جو پچھلے دو ماہ میں ہوا، جس طریقے سے ہم نے بھارت کے narrative کو شکست دی اور دنیا میں اپنے لیے ایک مقام بنایا وہاں یہ ضروری ہے کہ ہم اس قسم کی positive چیزوں کو دنیا میں promote کریں۔ اپنا positive image جو کہ literature سے، میوزک سے، آرٹ سے اور culture سے وابستہ ہے اسے دنیا میں promote and project کریں تب ہی ہم brand Pakistan build کر سکیں گے، تب ہی ہم پاکستان کا soft image build کر سکیں گے اور اسے soft power کے طور پر استعمال کر سکیں گے۔ مجھے لگتا ہے کہ bureaucrats نے as usual بغیر سوچے سمجھے Rightsizing Committee کو مشورہ دیا ہے کہ ان کو بند کر دو یا ان کو merge کر دو۔ ان چیزوں کے لیے سوچنے کی ضرورت ہے لیکن بد قسمتی سے ہماری bureaucracy کے پاس سوچنے کی capacity ہی نہیں ہے۔ یہ ہماری بہت بڑی بد قسمتی ہے، وہ نہ خود سوچتے ہیں اور نہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے جو سیاسی نمائندے ہیں جن کے ساتھ وہ کام کرتے ہیں ان کو سوچنے دیں۔ وہ اپنے آپ کو تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے ماؤف کر چکے ہیں وہ ہمیں بھی ماؤف کرنا چاہتے ہیں تو خدا کے واسطے اس ملک کی ثقافت پر رحم کریں اور ہماری soft power کو build کریں۔ ہمیں ضرورت ہے کہ let's all work together towards building brand Pakistan, not destroying brand Pakistan. تو وزیر صاحب بتائیں گے کہ ان اداروں کے ساتھ یہ کیا کر رہے ہیں، انہیں کس طریقے سے بند کر رہے ہیں اور ان پر کیا کلہاڑی چلا رہے ہیں اور کیا ان پر رحم کریں گے یا نہیں کریں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب طارق فضل چوہدری صاحب۔

Dr. Tariq Fazal Chaudhry ,Minister for Parliamentary Affairs

جناب طارق فضل چوہدری (وزیر پارلیمانی امور): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے میں یہ عرض کروں کہ ہمارے culture and heritage کے متعلقہ وزیر سردار کھچی صاحب تشریف فرما تھے اور آپ نے جب یہ agenda item call کیا تو معزز سینیٹر صاحب اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے ورنہ وہ آپ کو اس کا properly جواب دیتے لیکن ان سے میری جو بات ہوئی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور اس کے بعد آپ سے ایک اور بھی گزارش کروں گا۔

جناب جو Rightsizing Committee حکومت کی طرف سے تشکیل دی گئی ہے، بنیادی طور پر اس کا مقصد یہی ہے کہ جو وزارتیں ہیں اور ان کے ساتھ جو attached departments ہیں ان کے جو اضافی اخراجات ہیں انہیں کم کیا جائے۔ اس کا قطعی طور پر یہ مقصد نہیں ہے کہ محکموں کو بند کیا جائے۔ سب سے سے پہلے تو میں یہ عرض کرتا ہوں، مثال کے طور پر ہماری دو وزارتیں تھیں ایک Kashmir Affairs اور دوسری SAFRON کی، یہ دو الگ الگ وزارتیں تھیں۔ اب انہیں merge کر کے ایک وزارت Kashmir Affairs بنا دیا گیا ہے اور ان کے ایک منسٹر ہیں لیکن SAFRON as independent division موجود ہے۔ اسی طرح ہماری Defence and Aviation دو الگ الگ وزارتیں تھیں لیکن اب انہیں merge کر کے Defence کے ساتھ Aviation Division کو اس کا حصہ بنا دیا گیا ہے اور ان کے اب ایک وزیر ہیں۔ میں آپ کو اسی طرح کی تین چار اور مثالیں بھی دے سکتا ہوں تو اس کا قطعی طور پر یہ مقصد نہیں ہے کہ اگر میں نے Aviation کا نام لیا ہے تو کوئی Aviation کو بند کرنے جا رہے ہیں یا اس کے کوئی اختیارات کم ہو رہے ہیں یا اس کے کوئی ملازمین فارغ ہو گئے ہیں، وہ ایک independent division اپنی تمام تر capacity and functions کے ساتھ موجود ہے اور اپنا کام کر رہہ ہے۔ اسی طرح سے باقی بھی جو میں نے آپ کے سامنے ایک یا دو نام لیے ہیں۔

میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جن اداروں کے حوالے سے انہوں نے literary, academic and cultural institutions کی بات کی ہے، کوئی بھی ادارہ ختم نہیں کیا جا رہا ہے اور Rightsizing Committee کی recommendations ابھی بن رہی ہیں، ابھی کوئی ایسی چیز final نہیں ہے اور نہ کوئی چیز حتمی ہے کہ ان اداروں کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ جناب اس کا بڑا ہی precise جواب ہے کیونکہ وقت بھی کم ہے لیکن اگر آپ مزید اجازت دیں تو ہمارے پارلیمانی لیڈر سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کی وزیراعظم صاحب سے بھی خاص اسی مسئلے کے حوالے سے ملاقات ہوئی ہے، اگر آپ کہیں تو وہ بھی ایوان کو مزید explain کر دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: The calling attention notice is disposed of.

سرمد صاحب تو ویسے اس موضوع پر gold medalist ہیں لیکن بہت اچھا بولا آپ نے شکریہ۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب حکم کریں لیکن وقت کی کمی ہے۔

Senator Irfan ul Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی جناب میں صرف دو منٹ لوں گا۔ یہ issue یہاں اٹھا تھا، میں نے اٹھایا تھا پھر honourable Leader of the Opposition نے بھی اس کی حمایت کی تھی، پیپلز پارٹی بھی اس کی حامی تھی تو پوری ایوان نے ایک طرح سے اپنے sentiments دیے تھے کہ ان اداروں کو ختم نہیں کیا جانا چاہیے اور نہ merge کیا جانا چاہیے، انہیں برقرار رکھا جانا چاہیے۔ مجھے اگلے ہی دن وزیراعظم صاحب نے اس ایوان کی proceedings کے حوالے سے بلایا تھا تو میں نے انہیں تفصیل سے آگاہ کیا تھا and on the same day وزیراعظم صاحب کی ایک statement issue ہوئی تھی کہ ان اداروں کو برقرار رکھا جائے گا جس طرح یہ اس وقت برقرار ہیں، یہ اپنے functions ادا کرتے رہیں گے، کوئی merger نہیں ہو گا اور ان کے فرائض کو، ان کی ڈیوٹی کی اور ان کے دائرہ کار کو مزید وسیع کرنے کے لیے ہم ضرور کام کریں گے لیکن ان اداروں کے تحفظ کے حوالے سے خود Prime Minister صاحب کا ذاتی بیان آ چکا ہے، میرا خیال ہے کہ اس کے بعد اس پر شکوک و شبہات نہیں ہونے چاہییں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ ایک Order No.5 ہے جس کے بارے میں ہم نے کہا تھا کہ last میں لے لیں گے۔۔۔

آگے جاری۔۔۔(T-13)

T13-25July2025 Mariam Arshad/Ed:Mubashir 12:40 p.m.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر (جاری۔۔۔): ایک Order No.5 جو ہم نے کہا تھا کہ last میں لے لیں گے۔ جی جی۔

سینیٹر سید مسرور احسن: آج جواب تو نہیں ہوا لیکن جواب آیا ہے کہ سوائم میں لکھا ہوا درج ذیل مرحلہ سوائم کی وزارتوں کے لیے right sizing کی تجاویز زیر غور ہیں۔ جس میں قومی ورثہ اور ثقافت بھی ہیں، جس میں وفاقی تعلیم اور پیشہ وارانہ تربیت بھی شامل ہیں تو ذرا اس کے بارے میں بتا دیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: یہ right sizing نہیں تھی ایک طرح wrong sizing تھی جس کو یہاں point out کیا گیا تھا اور اس کے بعد Prime Minister نے خود notice لیا تھا۔ یہ جس تحریر کا حوالہ دے رہے ہیں یہ اس سے پہلے کی ہے۔ اس کے بعد وزیراعظم

نے یہ اعلان کیا تھا کہ ان اداروں کے حوالے سے یہ proposals ہیں، یہ کوئی حتمی نہیں ہیں کہ کوئی notification ہو گیا ہے یا اس طرح کا کوئی حتمی فیصلہ کیا گیا ہے۔اس کمیٹی کی یہ Recommendations ہیں جس کو میں wrong sizing کہتا ہوں ادارے برقرار رہنے کے بارے میں جب Prime Minister house سے وزیراعظم کا بیان آگیا ہے تو میرا خیال ہے اس طرح کی۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ عرفان صاحب۔ وقت کم ہے۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی جی میں ان کے جواب میں کہہ رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Order No.5. Motion of thanks.

Further discussion on the Motion of thanks to the President for his address to both Houses assembled together on 10th March, 2025. Who would like to speak up?

Further Discussion on the motion of thanks to the President for his address to both the Houses assembled together on 10th March, 2025

سینیٹر سید وقار مہدی۔ سب کو لے لیتے ہیں۔ جو نمبر لکھا ہوا ہے ابڑو صاحب بالکل اچھی بات ہے مجھے معلوم ہے۔ جی وقار مہدی صاحب۔

Senator Syed Waqar Mehdi

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔Joint Parliament سے میرے صدر پاکستان جناب محترم آصف علی زرداری صاحب نے March 10th کو خطاب فرمایا تھا اور یہ ان کا 8th خطاب تھا اور وہ واحد صدر ہیں جو اس ملک میں دوسری مرتبہ صدر منتخب ہوئے ہیں۔ صدر زرداری نے جو تقریر کی تھی پارلیمنٹ میں اس میں حکومت وقت کے لیے، وفاقی حکومت کے لیے ایک guideline بھی تھی اور دور اندیشی پر مبنی ان کی ساری تقریر تھی اور انہوں نے ملک کی سیاسی، بین الاقوامی صورت حال کا اس میں احاطہ بھی کیا تھا اور انہوں نے اس میں ایک خاص بات جو وفاقی حکومت سے متعلق کی تھی اس وقت متنازع کنال کے حوالے سے ایک سلسلہ جاری تھا اور انہوں نے وفاقی حکومت

کو کہا تھا کہ اس فیصلے کو واپس لیں۔ ہم شکر گزار ہیں کہ صدر زرداری کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اور PPP نے، اس کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے ان متنازع کنال کے خلاف تحریک چلائی اور اس کے نتیجے میں CCI میں یہ فیصلہ ہوا اور وفاقی حکومت نے وہ متنازع فیصلہ واپس لیا۔

صدر زرداری نے ہمیشہ مفاہمت کی بات کی، reconciliation کی بات کی اور انہوں نے سب کو جوڑ کر ملک کو ایک مثبت طریقے سے چلانے کی ہمیشہ بات کی ہے اور ان کی تقریر میں بھی یہی نمایاں تھا۔ صدر زرداری نے اس ملک کے لیے، اس پارلیمنٹ کے لیے انہوں نے اپنے سارے اختیارات پارلیمنٹ کے حوالے کیے۔ 18th Amendment کے ذریعے جب کہ ماضی میں جتنے صدور تھے انہوں نے 58 (2)(b) کا اختیار اپنے لیے برقرار رکھا اور ہمیشہ اپنی بدنیتی پر مبنی اس پارلیمنٹ کو انہوں نے برطرف کیا۔ یہ صدر زرداری تھے جنہوں نے، کوئی اپنا اختیار نہیں دیتا لیکن زرداری صاحب نے سارے کے سارے اختیارات پارلیمنٹ کو دیے اور وہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے mission پر عمل کرتے ہوئے، شہید ذوالفقار علی بھٹو کے mission پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے ایک جمہوریت پسند ہونے کا، پارلیمنٹ کے حوالے سے، اختیارات کے حوالے سے انہوں نے اس کو واپس کرکے یہ ثابت کیا کہ PPP اور اس کا صدر مملکت جن کی بہت قربانیاں ہیں اس جمہوریت کے لیے اور انہوں نے جھوٹے مقدمات کا جس طرح سامنا کیا۔ ساڑھے بارہ سال ان کو مختلف حوالوں سے قید میں بند رکھا گیا لیکن انہوں نے بہادری کے ساتھ ان تمام مقدمات کا سامنا کیا اور وہ ان سے باعزت بری ہوئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وقار صاحب چونکہ آج جمعہ بھی ہے اور بلال صاحب اذان دینے والے ہیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب پریذائیڈنگ آفیسر امیں ختم کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دو دو منٹ سے زیادہ نہیں بولنا۔

سینیٹر سید وقار مہدی: میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو ان کی تقریر ہے وہ سب کے لیے guideline ہے اس پر عمل کریں گے تو ان شاء اللہ مثبت طریقے سے ہم آگے چلیں گے اور یہ ملک ترقی کرے گا اور یہ مفاہمت کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم سب مل کر ملک کی بہتری اور خوشحالی کے لیے کام کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : سینیٹر سیف اللہ ابڑو۔ ترتیب سے چلیں گے تشریف رکھیں۔ ایک سیکنڈ جو agenda چل رہا ہے اس کے بعد بیٹھیں ابڑو صاحب۔ ایک ابڑو صاحب کھڑے ہیں، تشریف رکھیں دو منٹ ان کے بعد۔ دو دو منٹ سے زیادہ بات نہیں کرنی۔ آپ تشریف رکھیں دو منٹ بیٹھ جائیں۔

Senator Saif ullah Abro

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ صدر صاحب کے خطاب پر تو کافی discussion ہونی چاہیے، کافی وقت ہو گیا ہے تقریباً پانچ چھ مہینے گزرنے والے ہیں۔ اب تو اس خطاب سے کافی چیزیں بھول بھی گئے ہیں۔ ایک جو ان کا stance تھا جو ان کی ایک statement تھی تقریر میں regarding canals، وہ ہمارے supreme commander, over all Pakistan کے لیے، جس بے بسی کا انہوں نے اظہار کیا اپنی اس تقریر میں کہ حکومت ایسا کام نہ کرے۔ حالانکہ ان کو order دینا چاہیے کیونکہ وہ supreme commander ہیں لیکن وہ اس وقت ہوا جب پورا سندھ، پوری سندھ کی عوام کھڑی تھی ان کنال کے خلاف، بلوچستان کے لوگ ان کنال کے خلاف تھے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا پوتا ذوالفقار علی بھٹو جونیر، سندھ کی ساری عوام کھڑی تھی ان کنال کے خلاف، ان کنال کو حکومت نے ابھی تک ختم نہیں کیا۔ حکومت نے کہا کہ ان کو فی الحال suspend کرتے ہیں کیونکہ یہ canals ابھی بھی کسی کی consideration میں ہوں گی تو اس پر ہمیں زیادہ stand لینا چاہیے لیکن بات یہاں تک آئی کہ ہمارے ملک کے جو issues ہیں۔ جو صدر صاحب نے وہاں mention کیے ہیں، poverty ہے، غربت ہے، load shedding ہے۔ اس پر بھی انہوں نے کافی ذکر کیا۔

میں یہاں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پورے سندھ میں آپ کو معلوم ہے، پورے پاکستان میں گیس کی load shedding ہے۔ تعجب ہے کہ جام شورو میں JJVL سے agreement کیا جا رہا ہے۔ ایک company سے کہ آپ کو ہم گیس دیں گے وہ domestic rate سے بھی کم rate پر یہ جو صدر کا خطاب ہے اس کی عکاسی نہیں کرتا، اس کے خلاف ہے۔ یہ جو حکومت کے steps ہیں ان پر صدر صاحب کو action لینا چاہیے کہ JJVL کو آخر ایسی کون سی قیامت آ گئی ہے کہ ان کے ساتھ agreement کیا جا رہا ہے۔ آخر اس company میں ایسی کون سی خاصیت ہے کہ پوری سندھ کی عوام، ہمیں تو گیس یہاں بھی نہیں ملتی۔ میں صبح گھر آیا تو ناشتہ نہیں کر کے آیا گیس چلی گئی تھی۔

سندھ، بلوچستان میں کہیں بھی گیس نہیں ہے۔ JJVL companyکی ایسی کون سی افادیت ہے کہ اس کو گیس دی جا رہی ہے پھر آپ دیکھیں ہمارے صدر صاحب نے یہ بھی کہا کہ یہاں مہنگائی بہت ہو گئی ہے۔ اس پر بھی حکومت کو stepsلینے چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں آپ کے توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں یہاں روزانہ ہم سنتے ہیں کہ پاکستان ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ پاکستان تو ترقی کی منازل طے نہیں کر رہا ہے لیکن چینی نے منزل طے کی ہے۔ چینی کی قیمت دو سو روپے فی کلو سے اوپر بڑھ گئی، چینی نے ایسی منزل طے کی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا چینی نے پہلے منزل طے کرنا شروع کی تھی ۲۰۰۸ میں، ۲۰۰۸ میں جیسی ہی حکومت آئی تو چینی کی قیمت تھی38روپےovernightاس کی قیمت بڑھ گی اور82روپے ہو گئی۔ ابھی حکومت خاموش ہے چینی کی جو قیمت بڑھ گئی ہے لوگ تو چائے پینا چھوڑ گئے ہیں، نقصان ہو جائے۔ غریبوں کو کبھی بھی سر میں درد ہو جاتا ہے تو چائے پیتے ہیں تو درد ختم ہو جاتا ہے لیکن باقی مسائل تو ختم نہیں ہوتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ابڑو صاحب۔ آپ نے نماز بھی پڑھنی ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: بس آدھا منٹ۔ ہمیں ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے، حکومت کو صدر صاحب کے خطاب کو seriouslyلینا چاہیے۔ حکومت ایسے stepsلے جس میں غریب عوام کی بھلائی ہو۔ آج ابھی یہاں discussہوا میں ایک چیز کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ حکومتی side کم از کم اس سے اجتناب کرے۔ وہ کون سی آج ہماری Attorney Generalکی بات ہوئی بات بڑھ گئی آج۔ بات اتنی بڑھ گئی کہ Attorney Generalسے judgesپر آ گئی کہ judgesکو بلائیں۔ میں حکومت سے اتنی التجا کروں گا کہ جذباتی کم ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جذبات میں آ کے کسی ایسی authorityکو بلانے کا کہہ دیں پھر آپ کو 2015 یاد ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑو صاحب شکریہ۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جب statementدی گئی تھی کہ اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے پھر کوئی مل نہیں رہا تھا۔ میرے خیال سے ایسی statementsسے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر مسرور احسن ایک منٹ میں بات مکمل کریں۔

Senator Syed Masroor Ahsan

سینیٹر سید مسرور احسن: ایک منٹ میں تو مکمل نہیں ہو سکتی ہے لیکن میں آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گا۔ سب سے پہلے تو میں صدر پاکستان جناب محترم آصف علی زرداری صاحب کو ان کی سالگرہ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس دعا کے ساتھ ان شاءاللہ وہ یہ پانچ سال بھی پورے کریں گے اور انہوں نے پارلیمنٹ سے۔ (جاری---T14)

T14-25Jul2025 FAZAL/ED: Shakeel 12:50 pm

سینیٹر سید مسرور احسن: (جاری---) انہوں نے جو پارلیمان سے آٹھویں بار خطاب کیا تھا، انہوں نے پاکستان کے بارے میں سب کچھ کہہ دیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بہت شکریہ۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب! پلیز تھوڑی سی بات رہ گئی ہے۔ انہوں نے بالخصوص ملک کے چھوٹے سرمایہ داروں کی بات کی ہے، قومی سرمایہ داروں کی بات کی ہے، اُنہوں نے ماہی گیروں کی بات کی ہے، اُنہوں نے مزدوروں کی بات کی ہے، اُنہوں نے کسانوں کی بات کی ہے، اُنہوں نے مہنگائی کی بات کی ہے، اُنہوں نے آبادی پر control کرنے کیا بات کی ہے اور سب سے بڑی بات اُنہوں نے کہا ہے کہ جمہوریت کی گاڑی آگے بڑھ رہی ہے۔ ہمیں اس میں مزید بہتری لانے کی ضرورت ہے اور اب حکمرانوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ ہم جہاں جہاں سخت رویہ رکھتے ہیں، وہاں بھی تھوڑا تھوڑا نرم ہو کر چلیں تاکہ یہ جمہوریت establish ہو جائے۔ اس کے ساتھ ایک اور بات کہ کل ہم سے وزیر قانون صاحب نے وعدہ کیا تھا بلوچستان کے مسئلے پر جس میں عورت کا واقعہ ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسرور صاحب!

سینیٹر سید مسرور احسن: میں صرف record پر لانا چاہتا ہوں۔ رات گئی بات گئی۔ بس۔ جو وعدہ کرتے ہیں وہ بس یہاں ہوتا ہے، اُس کے بعد ختم۔

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House. The motion is that

"This House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 10th March, 2025."

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried unanimously. Thank you.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی، یہ unanimously نہیں ہے۔ ابڑو صاحب آپ نے کچھ کہنا تھا۔ صرف دو منٹ بات کیجئے گا۔ کل آپ نے کہا تھا کہ آپ نے بلوچستان issue پر بات کرنی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ تو اب talk out اور conclude ہو گیا ہے۔ ابڑو صاحب! آپ کے برابر والا mic on ہے۔

<u>Point of order raised by Senator Muhammad Aslam Abro regarding non cooperation of Police on the murder case of his brother and nephew</u>

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: شکریہ چیئر مین صاحب! پہلے تو میں اپنے صدر آصف علی زرداری صاحب کی سالگرہ پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ کل بلوچستان میں ہونے والے واقعے پر معزز اراکین نے کافی بات چیت کی۔ یہ بھی کہا گیا کہ غریب طبقے ایسے جرائم میں متاثر ہوتے ہیں۔ میں اس بات سے متفق نہیں ہوں۔ دراصل کسی کو قانون کا خوف ہی نہیں ہے اور نہ ہی انتظامیہ کوئی کارروائی کرتی ہے۔ جب تک بات media پر نہ آ جائے، اگر بلوچستان کا واقعہ media پر نہ آتا تو ریاست، حکومت اور انتظامیہ کا کردار کچھ بھی نہ ہوتا۔ آج ہم اس پر بات بھی نہ کر رہے ہوتے۔

کل قانون کی بالادستی کی بھی بات کی گئی۔ اس ملک میں قانون کی بالادستی امیر ہو یا غریب، دونوں کے لیے نہیں ہے۔ دو سال پہلے میں MPA تھا، آج سینیٹر ہوں۔ میں اپنی بات کرتا ہوں کہ دو سال پہلے میرے بھائی اور بھتیجے کو شہید کیا گیا۔ قاتل جن کے نام صاحب خان شاہوانی اور زبیر شاہوانی ہیں، وہ کوئٹہ میں سرِعام گھوم رہے ہیں جبکہ اُن کے خلاف FIR بھی کٹی ہوئی ہے۔ مگر یہ کیا حکومت ہے کہ وہاں ایک سینیٹر کے

بھائی اور بھتیجے کے قاتل سرِ عام گھوم رہے ہیں اور میں سندھ حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے وہاں raid بھی کیا اور بلوچستان کی پولیس نے تعاون بھی کیا مگر وہاں کا AIG جو شاہوانی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، انہوں نے پہلے بتا دیا۔ تو میں کہوں گا کہ اُس AIG کے خلاف action ہونا چاہیے کہ اُنہوں نے اُن قاتلوں کو بھگا دیا اور میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ IG صاحب کو بلایا جائے کہ دو سال ہونے والے ہیں یا ہو چکے ہیں کہ آج تک وہ قاتل گرفتار نہیں ہو سکے ہیں۔ تو یہ میری عرض ہے کہ IG Balochistan, IG Sindh and AIG Shahwani کو بلایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑو صاحب! شکریہ۔ ایک announcement ہے۔

The notices of questions which were received for the current session but have not been taken up in the House will not lapse on prorogation of the session and will be carried forward for the next session.

کیونکہ بلیدی صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارے سوالات ہیں تو میرے خیال میں یہ اس کے لیے ہو گیا۔ نماز کے لیے پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ خطبہ شروع ہونے والا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑو صاحب کی بات سن لی ہے۔ ضروری ہے کہ آپ چار بندے بات کریں گے تو کام ہو جائے گا۔ ابڑو صاحب! آپ نے کہہ دیا۔ سیکرٹری صاحب! اس کو کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر طارق فضل صاحب۔

Dr. Tariq Fazal Chaudhry, Minister for Parliamentary Affairs

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! میں بہت مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ کل وزیر قانون صاحب نے گزارش کی تھی کہ بلوچستان کے واقعہ کے حوالے سے بحث جاری ہے۔ آج بھی اگر کوئی معزز ممبر بات کرنا چاہتا ہے تو ضرور کریں۔ اس کے بعد ہم اس کو wind up کریں گے۔ جناب چیئرمین! میں بہت مختصر اس پر یہ عرض کروں گا کہ میری جو رائے ہے وہ اس ایوان میں جتنے بھی ہمارے معزز سینیٹرز ہیں وہی ہے جن خیالات کا اظہار انہوں نے کر دیا ہے کہ بلوچستان میں یہ ہولناک واقعہ ہوا جس میں محترمہ بانو اور احسان اللہ کو عید الاضحیٰ 2025 سے

تین دن قبل قتل کیا گیا تھا۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس میں 20 جولائی 2025 کو پولیس اسٹیشن ہنہ، کوئٹہ میں اس واقعہ کی FIR درج کر دی گئی ہے۔ یہ ایک انتہائی افسوس ناک واقعہ ہے۔ جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ کسی بھی جرگے کو پاکستان میں کسی قانون اور آئین کے یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ خود فیصلے کریں اور کسی کی جان لینے کے حوالے سے کوئی حکم صادر فرمائیں۔ اس حوالے سے ہمارے جو وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق ہیں وہ چیف منسٹر بلوچستان سے مکمل رابطے میں ہیں۔ جتنی بھی قانونی کارروائی بنتی ہے۔ اسی طرح ہمارا جو انسانی حقوق کا regional office کوئٹہ میں ہے وہ بھی اس سلسلے میں پورا کام کر رہا ہے۔ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق اور ہم سارے مل کر اس بات کو یقینی بنا رہے ہیں کہ اس میں ان شاء اللہ انصاف ہوگا اور جو لوگ بھی اس واقعہ میں مرتکب ہیں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب! اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو صرف ایک منٹ تک بات کریں۔ ورنہ سب دوست نماز کے لیے تشریف رکھتے ہیں۔

<u>Senator Zamir Hussain Ghumro</u>

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: میں تو سب سے پہلے صدر صاحب کو مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے تاریخی طور پر آٹھویں مرتبہ پارلیمنٹ کو خطاب کیا۔ یہ جمہوریت اور سویلین بالادستی کے لیے صدر symbol of the Federation ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جو باتیں کی ہیں وہ میرے خیال میں ملک کے تمام سیاسی، معاشی اور قومی مسائل پر ہمارے لیے راہنما اصول ہیں۔ انہوں نے جہاں حکومت کو road map دیا وہاں حکومت کی کچھ efforts کو appreciate بھی کیا جیسا کہ inflation کم ہوا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں interest rate کم ہوا ہے۔ معاشی بہتری آئی ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے foreign policy کے حوالے سے کہا کہ پاکستان کی foreign policy میں strident steps لیے گئے ہیں اور خاص طور پر بلاول بھٹو زرداری ان کو آگے لے کر گئے ہیں وہ میرے خیال میں ایک تاریخ ساز عمل ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ صوبوں کے درمیان جو کم ترقی یافتہ علاقے ہیں اور ان میں جو disparity ہے اس کو ختم کیا جائے لیکن اس میں حکومت نے کوئی steps نہیں لیے ہیں یعنی سکھر تا حیدرآباد موٹر وے کے لیے فنڈ نہیں رکھا۔ چار سو ارب کی سکیم کے لیے صرف پندرہ ارب روپے رکھے ہیں۔ حکومت نے اس مرتبہ 1.3 trillion اپنا خرچہ بھی کم کیا ہے۔ اس کو بھی ہم سراہتے ہیں لیکن یہ بہت کم ہے۔ حکومت کو اپنے اخراجات مزید کم کرنے چاہییں۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب! بہت شکریہ۔ دنیش کمار صاحب! ایک منٹ سے زیادہ بات نہ کریں۔ نماز ہونے والی ہے۔

Point of Public Importance raised by Senator Danesh Kumar, regarding load shedding in Balochistan

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ بلوچستان کے ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ بلوچستان میں کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر ابھی درجہ حرارت 50 سے زیادہ چل رہا ہے۔ وہاں پر واپڈا والوں نے بلوچستان کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا ہوا ہے۔ وہاں بلوچستان میں ایسے علاقے بھی ہیں جہاں پر 16, 16 گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کے لوگ تڑپ رہے ہیں۔ بلوچستان کے لوگ گرمی میں مر رہے ہیں۔ یہاں اسلام آباد کی جو bureaucracy ہے ان کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ دیکھیں کہ نصیرآباد اور سبی ڈویژن میں، اسی طرح ہمارے پختون area کی ژوب ڈویژن میں اور مکران ڈویژن میں جو دہشت گردی چل رہی ہے اس دہشت گردی میں واپڈا کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دنیش صاحب! ابھی تقریر تو آپ نہیں کر سکتے کیونکہ وقت نہیں ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: تو کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہی کہنے والا ہوں کہ اس issue کو کمیٹی میں بھیجتے ہیں تاکہ آپ وہاں پر آرام سے اس پر بات کر سکیں۔

I will now read out the prorogation order received from President of Pakistan:

> "In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I hereby, prorogue the Senate session on the conclusion of its business on Friday, 25th July, 2025."

Sd/-

(Asif Ali Zardari)

President of Pakistan

[The House was then prorogued sine die]